عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کا ترجمان

ماہنامہ

لولاک

ملتان

محرم الحرام ۱۴۲۱ھ
اپریل ۲۰۰۰ء

شمارہ ۱ ◇ جلد ۳۷/۴

گوہر شاہی کے خلاف فیصلہ
عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کی فتح

وزارتِ قانون کی وضاحت

ڈاور میں قادیانیوں کی شرارت۔ اہلِ اسلام کی فتح

محسنِ اسلام سیدنا فاروقِ اعظم رضی اللہ عنہ

مجاہدِ ملت مولانا محمد علی جالندھری کا خطاب

مرتد کی شرعی حیثیت

چیچہ وطنی، خانیوال، سکھر، پنوں عاقل میں ختمِ نبوت کانفرنسیں، جماعتی سرگرمیاں

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کا ترجمان
ماہنامہ لولاک ملتان

زیر سرپرستی
خواجہ خواجگان حضرت مولانا خان محمد مدظلہ
پیر طریقت حضرت مولانا شاہ نفیس الحسینی مدظلہ
نگران اعلیٰ
فقیہ العصر حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی مدظلہ

بیاد
مجاہد ختم نبوۃ
حضرت مولانا تاج محمودؒ

چیف ایڈیٹر
صاحبزادہ طارق محمود

سب ایڈیٹر
حافظ احمد عثمان شاہد ایڈووکیٹ

سرکولیشن مینجر
رانا محمد طفیل جاوید

مینجر
قاری محمد حفیظ اللہ

شمارہ نمبر 1 جلد نمبر 37/4
قیمت فی شمارہ ۱۰ روپے
سالانہ ۱۰۰ روپے
بیرون ملک ۱۰۰۰ روپے پاکستانی

مجلس منتظمہ

حضرت مولانا عزیز الرحمن جالندھری مدظلہ

علامہ احمد میاں حمادی	مولانا صاحبزادہ عزیز احمد
مولانا مفتی محمد جمیل خان	مولانا بشیر احمد
مولانا محمد اکرم طوفانی	حافظ محمد یوسف عثمانی
مولانا خدا بخش شجاع آبادی	مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی
مولانا مفتی حفیظ الرحمان	مولانا احمد بخش
مولانا محمد نذر عثمانی	مولانا غلام حسین
مولانا فقیر اللہ اختر	چوہدری محمد اقبال
مولانا قاضی احسان احمد	مولانا غلام مصطفیٰ

بیاد

امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ
مولانا قاضی احسان احمد شجاع آبادیؒ
مجاہد ملت مولانا محمد علی جالندھریؒ
مناظر اسلام مولانا لال حسین اخترؒ
حضرت مولانا سید محمد یوسف بنوریؒ
فاتح قادیان حضرت مولانا محمد حیاتؒ
شیخ الحدیث مولانا مفتی احمد الرحمنؒ
شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد عبد اللہؒ
حضرت مولانا محمد شریف جالندھریؒ
حضرت مولانا عبد الرحمن میانویؒ
حضرت مولانا محمد شریف بہاولپوریؒ

رابطہ

دفتر مرکزیہ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوۃ حضوری باغ روڈ، ملتان
Ph.: 061-514122 Fax: 061-542277
ناشر صاحبزادہ طارق محمود، مطبع تشکیل نو پرنٹرز ملتان
مقام اشاعت جامعہ مسجد ختم نبوت حضوری باغ روڈ ملتان

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اس شمارے میں

فتنہ گوہر شاہی کے خلاف عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کی عظیم کامیابی	اداریہ	3
مرزائیت کو ایک اور جھٹکا! وزارت قانون کی وضاحت	ادارہ	4
ڈاور میں قادیانیوں کی شرارت: قادیانی عبادت گاہ کی تعمیر پر اشتعال	ادارہ	6
گوہر شاہی کو سزا: وزارت قانون و نظریاتی کونسل کی وضاحت (اخباری تراشے)	ادارہ	7
حضرت مولانا عزیز الرحمٰن جالندھری کی ہمشیرہ محترمہ کا انتقال	ادارہ	8
حضرت مولانا سید حامد علی شاہ صاحبؒ کا سانحہ ارتحال	ادارہ	9
آہ! حضرت مولانا عبدالرحیم نعمانیؒ	ادارہ	11
خان محمد اسحٰق خانؒ کا سانحہ ارتحال	ادارہ	12
مرتد کی شرعی حیثیت	شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد مراد	14
محسن اسلام سیدنا فاروق اعظمؓ	حضرت مولانا محمد اسماعیل	24
کہنے اور نہ کرنے کا نتیجہ	خطاب: حضرت جالندھریؒ	32
دینی معلومات	حضرت مولانا محمد طیب	51
تبرکات اکابر	ادارہ	52
جماعتی سرگرمیاں	ادارہ	54
تبصرہ کتب	ادارہ	63

اداریہ

فتنہ گوہر شاہی کے خلاف

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کی عظیم کامیابی!

انسداد دہشت گردی میرپور خاص کی خصوصی عدالت کے جج جناب جسٹس عبدالغفور میمن نے رسوائے زمانہ ریاض احمد گوہر شاہی کے خلاف توہین رسالت 'اہانت قرآن' شعائر اسلام کی تضحیک اور مسلمانوں کے دینی جذبات مجروح کرنے کا جرم ثابت ہونے پر مختلف مقدمات میں تین بار عمر قید اور مجموعی طور پر ڈیڑھ لاکھ روپیہ جرمانہ کی سزا سنائی ہے۔ اس خبر سے اہل وطن اور خصوصاً دینی حلقوں نے دلی مسرت اور اطمینان کا اظہار کیا ہے۔ فتنہ گوہر شاہی کے خلاف عدالتی سطح پر قانونی چارہ جوئی کے تحت یہ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کی فقید المثال کامیابی ہے۔ اس پر اللہ رب العزت کا جتنا شکر ادا کیا جائے کم ہے۔

مجلس تحفظ ختم نبوت سندھ کے کنوینر اور روح رواں مولانا علامہ احمد میاں حمادی نے 2 مئی 1999ء کو دفعات '295 اے' 295 بی اور 295 سی 8 کے تحت انجمن سرفروشان اسلام کے سرپرست ریاض احمد گوہر شاہی کے خلاف ٹنڈو آدم میں ایف آئی آر درج کروائی تھی۔ انتظامیہ اور حکومت نے اگرچہ اس کیس میں سرد مہری کا مظاہرہ کیا تھا۔ تاہم مجلس کے رہنما مولانا احمد میاں حمادی اور ان کے رفقاء نے قانونی احتساب کے ضمن میں اپنی جدوجہد جاری رکھی۔ گوہر شاہی کے خلاف ایف آئی آر نمبر 108/99 کے مطابق پولیس نے انسداد دہشت گردی میرپور خاص کی خصوصی عدالت میں مقدمے کا چالان پیش کیا۔ جناب جسٹس عبدالغفور میمن پر مشتمل انسداد دہشت گردی کی خصوصی عدالت نے مقدمے کی سماعت کی۔ ملزم ریاض احمد گوہر شاہی عدالت میں پیش ہونے سے گریزاں رہا۔ عدالت نے سماعت کے بعد فیصلہ کا اعلان کیا۔ جس کے مطابق ملزم ریاض احمد گوہر شاہی کو دفعہ 295 اے کے تحت دس سال قید سخت 'پانچ ہزار روپیہ جرمانہ کی سزا سنائی گئی۔ دفعہ 295 بی کے تحت ملزم ریاض احمد گوہر شاہی کو عمر قید اور پچاس ہزار روپیہ جرمانہ کی سزا سنائی گئی۔ دفعہ 295 سی کے تحت ملزم ریاض احمد گوہر شاہی کو عمر قید اور پچاس ہزار روپیہ جرمانہ کی سزا سنائی گئی۔ جرمانہ ادا نہ کرنے پر مزید ایک سال قید کی سزا بھگتنا

ہوگی۔انسداد دہشت گردی کی دفعہ 8 اور 9 کے تحت ملزم ریاض احمد گوہر شاہی کو سات سال قید اور پندرہ ہزار روپیہ جرمانہ کی سزا دی گئی ہے۔ جرمانہ کی عدم ادائیگی پر مزید آٹھ ماہ سزا بھگتنا ہوگی۔استغاثہ کی طرف سے سرکاری وکیل جناب انور جمال جبکہ ملزم کی جانب سے نظام الدین پیرزادہ ایڈووکیٹ نے پیروی کے فرائض سرانجام دیئے۔ملزم ریاض احمد گوہر شاہی کو فاضل عدالت نے حاضر نہ ہونے کی بناء پر مفرور قرار دے دیا۔

مجلس تحفظ ختم نبوت ٹنڈو آدم کے رہنما بالخصوص مولانا علامہ احمد میاں حمادی اور ان کے وہ تمام رفقاء جنہوں نے فتنہ گوہر شاہی کے قانونی محاسبہ میں اہم کردار ادا کیا وہ سب مبارک باد کے مستحق ہیں۔

اسلام کی سربلندی' دین کی حفاظت' ناموس رسالت کے تحفظ اور قرآن کی عظمت کے لئے یہ سعادت مجلس تحفظ ختم نبوت کے حصہ میں آئی ہے۔ یہ امر قابل غور ہے کہ فتنہ گوہر شاہی کے خلاف مجلس تحفظ ختم نبوت کے رہنماؤں نے کسی اشتعال کا مظاہرہ نہیں کیا۔نہ عوامی سطح پر امن وامان کو اپنے ہاتھ میں لینے کی کوشش کی۔ بلکہ مجلس تحفظ ختم نبوت نے عدالت کا دروازہ کھٹکھٹا کر پرامن قانونی چارہ جوئی کا راستہ اختیار کیا۔ایڈیٹر لولاک ذاتی طور پر جانتے ہیں کہ مولانا احمد میاں حمادی کو عدالتی انصاف کے حصول میں کس قدر تگ ودو اور محنت کرنا پڑی۔ مولانا علامہ احمد میاں حمادی کو ایف آئی آر درج کروانے میں کتنی رکاوٹوں کا سامنا کرنا پڑا۔ مولانا احمد میاں حمادی بار بار کراچی جاتے رہے۔ حکام بالا کے دفتروں کے چکر کاٹتے رہے۔ تب جاکر ایف آئی آر درج ہوئی۔ ہم اللہ تبارک وتعالیٰ کے شکر گزار ہیں کہ اس ذات بابرکات نے اسلام کے خلاف ایک نئے اٹھنے والے فتنہ میں عظیم کامیابی سے ہمکنار فرمایا۔ مجلس تحفظ ختم نبوت نے اپنی بساط کے مطابق فتنہ گوہر شاہی کے خلاف لٹریچر بھی شائع کیا ہے۔ جماعتی سطح پر اس ناسور کے خلاف جہاد جاری ہے۔ تاہم ملک کی دینی جماعتوں اور ان کے قائدین کا بھی فرض بنتا ہے کہ وہ اسلام کے خلاف اٹھنے والے فتنہ کے احتساب میں اپنا فرض ادا کریں۔

مرزائیت کو ایک اور جھٹکا

وزارت قانون کی وضاحت

گذشتہ ماہ لولاک کی کاپیاں اختتامی مراحل میں تھیں کہ وزارت قانون کی جانب سے وضاحتی

یکوٹ اخبارات میں شائع ہوا۔ جس میں وضاحت کی گئی کہ قادیانی بدستور غیر مسلم ہیں۔ اور یہ کہ ین کی اسلامی دفعات پی سی او سے متصادم نہیں۔ وزارت قانون کے مطابق: ''قادیانیوں کے بارے میں آئین کے آرٹیکل 260 کی کلاز تھری بدستور نافذ العمل ہے۔ جس کے تحت قادیانی گروپ اور خود کو احمدی کہنے والے لاہوری گروپ کو غیر مسلم قرار دیا گیا ہے۔ 14 اکتوبر 1999ء کے آرڈر اور عبوری آئینی حکم نمبر 1' 1999ء سے ہرگز متصادم نہیں بلکہ یہ دفعات اس وقت بھی نافذ العمل ہیں۔''

وزارت قانون کو یہ وضاحت اس لئے کرنا پڑی تھی کہ قادیانیوں نے ملک بھر میں پراپیگنڈہ شروع کر دیا تھا کہ آئین معطل ہے۔ اس لئے ان کی تبلیغی سرگرمیاں بحال ہیں۔ وزارت قانون کی اس وضاحت کے بعد قادیانی پراپیگنڈہ یقیناً دم توڑ جائے گا۔ اور اس وضاحت سے انہیں یقیناً مایوسی ہوئی ہوگی۔ قادیانی جماعت اپنی عیارانہ اور مکارانہ فطرت کے ہاتھوں مجبور ہے۔ ملک میں ہر سیاسی تبدیلی کے موقعہ پر قادیانی جماعت کی قیادت اپنی اقلیت کو ''نوید نو'' کا پیغام دیتی ہے۔ 12 اکتوبر کو حکومتی تبدیلی کے نتیجہ میں فوج برسر اقتدار آئی تو قادیانیوں کے مفرور مذہبی پیشوا کی باچھیں کھل اٹھیں۔ کہ: .... آئین مارشل لاء کی نذر ہو کر غفرلہ ہو جائے گا۔

گذشتہ پندرہ برس سے مرزا طاہر اپنی ذریت کو طفل تسلیوں کی لوری سنا رہے ہیں۔ حالیہ تبدیلی کے بعد تو مرزا طاہر نے پاکستان مراجعت کا عندیہ بھی دے دیا تھا۔ مرزا طاہر (نعوذباللہ) فتح مکہ کی نقل میں جس دن کا انتظار کر رہے ہیں۔ وہ دن انشاء اللہ انہیں دیکھنا نصیب نہ ہوگا۔ ان کی زندگی میں بہار نام کی کوئی شے نہیں۔ ان کی مرادوں کے پھول مرجھا چکے ہیں۔ آزردگی اور افسردگی ان کا مقدر ہے۔ وہ جنرل پرویز مشرف سے امید لگائے بیٹھے تھے۔ ایسا بھی ممکن ہے کہ جنرل صاحب مرزائیت کے لئے جنرل ضیاء ثابت ہوں۔ بھٹو مرحوم سے قادیانی جماعت نے کس قدر امیدیں وابستہ کر رکھی تھیں............ اسی بھٹو کے ہاتھوں مرزائیت پٹ کر رہ گئی۔ وزارت قانون کا اعلان حکومتی پالیسی کا حصہ ہے۔ اس لحاظ سے دیکھا جائے تو وزارت قانون کا وضاحتی بیان مسلمانوں کی فتح ہے اور قادیانیت کی شکست۔ اس بیان سے قادیانیوں کو یقیناً مایوسی ہوئی ہوگی۔ وزارت قانون کی وضاحت مرزائیت کے لئے ایک جھٹکا ہے اور مسلمانوں کے لئے امید کا جانفزا جھونکا۔ مرزائی نوٹ کر لیں۔ پاکستان میں حکومت کوئی سی بھی آئے فوجی یا جمہوری' قادیانیوں کا مستقبل کسی فالج زدہ بیوہ کی طرح مخدوش ہے۔

ڈاور میں قادیانیوں کی شرارت و فتنہ فساد

قادیانی عبادت گاہ کی تعمیر پر اشتعال

چناب نگر کے قریب موضع ڈاور میں قادیانیوں کی دیرینہ کوشش تھی کہ وہاں قادیانی عبادت گاہ تعمیر ہو جائے۔ وہاں پر مسلمانوں کی اکثریت ہے۔ لیکن چناب نگر (ربوہ) کے قرب کے باعث قادیانی بے لگام گھوڑے کی طرح آئے دن وہاں کوئی نہ کوئی شرارت کرتے رہتے ہیں۔ جس تمیں قبل انہوں نے وہاں عبادت گاہ تعمیر کرنے کی کوشش کی۔ ان دنوں عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے رہنما حضرت مولانا تاج محمودؒ کی بروقت کوشش وکاوش علاقہ کے مسلمانوں کے لئے رحمت و فضل ربی ثابت ہوئی اور قادیانی شرارت کامیاب نہ ہو سکی۔ درمیان میں ایک بار پھر کوشش کی تو مسلمانوں کی بروقت بیداری نے ان کی سازش کو ناکام بنادیا۔ اب پھر حضرت مولانا عبدالواحد مخدوم مرحوم کی وفات کے بعد میدان خالی دیکھ کر پھر شیطان کی آنت کی طرح قادیانی پھیلنے لگے اور قادیانی عبادت گاہ کی تعمیر شروع کر دی۔ علاقہ کے لوگوں نے عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے رہنما مولانا غلام مصطفیٰ کو دعوت دی۔ آپ نے ڈاور جاکر جمعہ پڑھایا' حالات کا جائزہ لیا' چناب نگر و چنیوٹ انتظامیہ کو باخبر کیا۔ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت فیصل آباد کے ممتاز رہنما مولانا فقیر محمد صاحب نے ڈویژنل و ضلعی انتظامیہ کے نوٹس میں یہ بات لائی۔ فوری طور پر عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مرکز' مدرسہ و جامع مسجد ختم نبوت مسلم کالونی چناب نگر میں علاقہ بھر کے علماء کرام و خطباء عظام کا اجلاس طلب کیا گیا۔ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مرکزی رہنما مولانا محمد اکرم طوفانی' چناب نگر کے خطیب مولانا غلام مصطفیٰ' چنیوٹ کے رہنما مولانا محمد یعقوب ربانی' جمعیت علماء اسلام کے رہنما استاذ العلماء حضرت مولانا عبدالوارث' احرار رہنما مولانا محمد مغیرہ اور دیگر حضرات نے پوری صورت حال سے خطباء علاقہ کو آگاہ کیا۔ پورے علاقے میں یوم احتجاج منایا گیا۔ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کا رد قادیانیت پر مبنی لٹریچر تقسیم کیا گیا۔ چنیوٹ کے اے سی صاحب' چناب نگر کے آر' ایم صاحب نے پولیس کو ہدایت کی۔ انہوں نے غیر قانونی طور پر تعمیر ہونے والی قادیانی عبادت گاہ کو گرا دیا۔ اور قادیانی شاطر اوباشوں کو خبردار کیا کہ وہ اس شرارت سے باز رہیں۔ ان کی اشتعال انگیزی و دہشت گردی سے علاقہ کا امن تہہ وبالا ہو سکتا ہے۔ مگر قادیانی نامعلوم کس کے اشارے پر سرگرم عمل ہیں۔ ان کے تیور دیکھ کر

ایک سال پوادور کے نوجوانوں، سکولوں اور کالجوں کے طلباء نے باقی ماندہ منہدم دیواروں کو حرف غلط کی طرح نام و نشان مٹا دیا۔ یوں ایک بار پھر قادیانیوں کو ذلت آمیز رسوائی اور ندامت کے زخم چاٹنے پڑے۔

آہ......! مولانا رحمت اللہؒ

شیخ الاسلام حضرت مولانا سید حسین احمد مدنیؒ کے پاکستان میں خلیفہ مجاز حضرت مولانا رحمت اللہ صاحبؒ ہیڈ راجکاں بہاول پور میں انتقال فرما گئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ موصوف درویش منش، فرشتہ سیرت، صوفی باصفا بزرگ رہنما تھے۔ اہلیان پاکستان کے لئے ان کا وجود انعام الٰہی تھا۔ اللہ رب العزت ان کی قبر پر اپنی رحمتوں کی بارش نازل فرمائیں اور ان کو کروٹ کروٹ جنت نصیب فرمائیں۔ آمین

قادیانی بدستور غیر مسلم ہیں آئین کی اسلامی دفعات کسی سے متصادم نہیں

یہ تاثر غلط ہے کہ آئین معطل ہونے کے بعد قادیانیوں سے متعلق دفعات نافذ نہیں رہیں

اسلام آباد (اپ پ) قادیانیوں کے بارے میں آئین کے آرٹیکل ۲۶۰ کی کلاز تھری بدستور نافذ العمل ہے جس کے تحت قادیانی گروپ اور خود کو احمدی کہنے والے لاہوری گروپ کو غیر مسلم قرار دیا گیا ہے۔ یہ بات وزارت قانون کے ایک ترجمان نے گزشتہ روز بتائی۔ ترجمان نے کہا کہ اسلامی جمہوریہ پاکستان کے آئین کی متعلقہ اسلامی دفعات بشمول آرٹیکل ۲۶۰ کے کلاز تھری کی دفعات ۱۴/اکتوبر ۱۹۹۹ء کے آرڈر اور عبوری آئینی حکم نمبر ایک ۱۹۹۹ء سے ہرگز متصادم نہیں بلکہ یہ تمام دفعات اس وقت بھی نافذ العمل ہیں۔ وزارت قانون کے ترجمان نے بعض حلقوں کی طرف سے پھیلائے جانے والے اس تاثر کو قطعی غلط قرار دیا کہ ۱۴/اکتوبر ۱۹۹۹ء کو ہنگامی حالت کے نفاذ اور اسلامی جمہوریہ پاکستان کے آئین کو معطل قرار دینے کے بعد قادیانیوں سے متعلق آئینی دفعات نافذ العمل نہیں رہیں۔ ترجمان نے کہا کہ اس بارے میں پھیلائے گئے شکوک و شبہات بلاجواز ہیں۔ ترجمان نے وضاحت کرتے ہوئے کہا کہ ۱۹۹۹ء کے عبوری آئینی حکم نمبر ایک کے آرٹیکل دو میں واضح الفاظ میں کہا گیا ہے کہ اسلامی جمہوریہ پاکستان کے آئین کی دفعات معطل ہونے کے باوجود پاکستان کو ہر ممکن طور پر اسلامی جمہوریہ پاکستان کے آئین کے مطابق ہی چلایا جائے گا۔

روزنامہ نوائے وقت ملتان (2) 25 فروری 2000

اسلامی دفعات معطل نہیں ہوئیں قادیانی غیر مسلم ہیں

اسلامی نظریاتی کونسل

عبوری حکم کے تحت آئین کو التوا میں ڈالا گیا، تمام اسلامی دفعات کی حیثیت برقرار ہے، اس لئے قادیانیوں کے خلاف فیصلہ نافذ ہے

اسلام آباد (اے پی پی) اسلامی نظریاتی کونسل نے کہا ہے کہ قادیانیوں سے متعلق اسلامی دفعات اسی طرح روبہ عمل ہیں۔ [illegible] میں کہا گیا ہے کہ ایسے افواہوں کا تعلق قادیانی گروپ یا لاہوری گروپ جو اپنے آپ کو احمدی کہلاتے ہیں، وہ آئین کی معطلی کے بعد بھی غیر مسلم ہیں اور عبوری آئینی حکم کے تحت بھی وہ غیر مسلم ہی ہیں۔ اسلامی نظریاتی کونسل کے ترجمان نے بتایا کہ آئین میں موجود قادیانیوں سے متعلق اسلامی دفعات پر پی سی او کا کوئی اثر نہیں پڑا اور ان کی حیثیت اسی طرح برقرار ہے۔ ترجمان نے بتایا کہ 14 اکتوبر 1999ء کے عبوری آئینی حکم کے تحت آئین پاکستان کو معطل کیا گیا تھا آئین میں موجود قادیانی غیر مسلم قرار دیئے گئے۔ ترجمان نے یہ وضاحت کرتے ہوئے کہا کہ عبوری آئینی حکم میں یہ وضاحت کر دی گئی ہے کہ آئین پاکستان کو تعطل میں نہیں ڈالا جا رہا بلکہ جتنا جلد ممکن ہو سکا آئین پاکستان کے تحت ملک کو چلایا جائے گا۔ اس طرح آئین کی دفعہ 260 پر عبوری حکم کا کوئی اطلاق نہیں ہوگا اور قادیانی غیر مسلم ہی کہلائیں گے۔

روزنامہ "خبریں" ملتان (2) 15 اپریل 2000ء

حضرت مولانا عزیزالرحمٰن جالندھری کی ہمشیرہ محترمہ کا انتقال

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے بانی رہنما حضرت مولانا محمد علی جالندھریؒ کی سب سے چھوٹی صاحبزادی اور حضرت مولانا عزیزالرحمٰن جالندھری مدظلہ کی ہمشیرہ محترمہ اور چوہدری قاری عبدالرزاق صاحب (بورے والا) کی اہلیہ محترمہ کا نشتر ہسپتال ملتان میں 6 مارچ 2000ء صبح نو بجے دن کو انتقال ہو گیا۔ ﴿اناللہ وانا الیہ راجعون﴾ مرحومہ قرآن مجید کہ حافظہ وقاریہ تھیں۔ درس نظامی کی مکمل تعلیم خیر المدارس کے شعبہ النساء میں مکمل کی تھی۔ بورے والا کے معروف آرائیں خاندان میں چوہدری قاری مولانا عبدالرزاق صاحب سے آپ کا عقد ہوا تو زندگی بھر بورے والا کے معروف دینی مدرسہ مدرسہ اسلامیہ بورے والا میں قرآن وسنت کی تعلیم کا فریضہ سرانجام دیا۔ آخری عمر میں عصر تا عشا گھر پر محلہ کی بچیوں کو قرآن مجید حفظ کرانا اور ان کا آموختہ سننے کا معمول تھا۔ محترم قاری عبدالرزاق صاحب اور محلہ ومنڈی کے رفقاء نے مل کر جامع مسجد ومدرسہ الفاروق کی بنیاد رکھی۔ جس پر اس وقت تک لاکھوں روپے خرچ ہو چکے ہیں۔ مرحومہ مغفورہ نے وصال سے قبل وصیت کی تھی کہ میری طرف سے دو لاکھ روپیہ مسجد ومدرسہ کو عطیہ کیا جائے۔ (چنانچہ وصیت پر عمل کر دیا گیا) مرحومہ کو کچھ عرصہ سے شوگر کے مرض نے آن گھیرا تھا۔ علاج معالجہ اور معمولات جاری رہے۔ ہفتہ عشرہ پہلے طبیعت زیادہ مضمحل ہوئی تو نشتر میں داخل کرایا گیا۔ علاج جاری رہا لیکن جو مقدر میں تھا وہ ہوا اور وہ عالم آخرت کو سدھار گئیں۔ جامعہ خیر المدارس کے وسیع وعریض صحن میں جامعہ کے مفتی اعظم مولانا مفتی عبدالستار صاحب نے آپ کی نماز جنازہ پڑھائی۔ آپ کے جسد خاکی کو آپ کے سکونتی شہر بورے والا لیجایا گیا۔ جہاں حضرت مولانا مختار احمد صاحب شیخ الکل جامعہ حنفیہ نے آپ کی نماز جنازہ پڑھائی اور گیارہ بجے شب آپ کو بورے والا کے قبرستان میں رحمت خداوندی کے سپرد کر دیا گیا۔ ادارہ لولاک محترم قاری عبدالرزاق ' حضرت مولانا عزیزالرحمٰن جالندھری ' محترم چوہدری حفظ الرحمٰن جالندھری اور خاندان کے جملہ افراد سے اظہار تعزیت کرتے ہوئے دعا گو ہے کہ حق تعالیٰ مرحومہ ومغفورہ کو کروٹ کروٹ جنت نصیب فرمائیں اور پسماندگان کے صبر جمیل کی توفیق شامل حال ہو۔ الحمدللہ ملک بھر میں جہاں جہاں جماعتی رفقاء ومدارس عربیہ نے خبر سنی انفرادی یا اجتماعی طور پر قرآن خوانی کر کے مرحومہ کو ایصال ثواب کیا۔ توقع ہے کہ اس سلسلہ کو جاری رکھا جائے۔ مرحومہ کی قبر پر اللہ تعالیٰ رحمتوں کی بارش تا قیام قیامت جاری رہے۔ آمین!

حضرت مولانا سید حامد علی شاہ صاحبؒ کا سانحہ ارتحال

یادگار اسلاف' مجاہد اسلام' صوفی منش بزرگ رہنما' حضرت مولانا سید حامد علی شاہ صاحب 15 مارچ رات دس بجے دل کا دورہ پڑنے سے انتقال فرما گئے۔ انا للّٰہ وانا الیہ راجعون

حضرت مولانا حامد علی شاہ صاحب کے والد گرامی متحدہ ہندوستان میں ریلوے کے ملازم تھے۔ پاکستان بننے کے وقت آپ دہلی کے اسٹیشن ماسٹر تھے۔ وہاں سے آپ کے خاندان نے پاکستان کا سفر کیا۔ مولانا حامد علی شاہ صاحب تقسیم سے قبل موقوف علیہ تک کی پوری تعلیم مظاہر العلوم سہارن پور میں مکمل کر چکے تھے۔ پاکستان آکر ایک سال بعد گویا 48/49 میں جامعہ خیر المدارس میں دورہ حدیث شریف پڑھا۔ آیۃ الخیر حضرت مولانا خیر محمد جالندھریؒ اور شیخ الحدیث حضرت مولانا عبدالرحمٰن کاملپوریؒ سے آپ نے حدیث کی تعلیم حاصل کی۔ فیروزہ (ضلع رحیم یار خان) کے ملحقہ ایک چک میں اراضی الاٹ ہوئی تو یہاں فیروزہ میں حضرت مولانا حامد علی شاہ صاحب نے کپڑے کی دکان کر لی اور جامع مسجد میں اعزازی طور پر نمازیں پڑھانا شروع کر دیں۔ بعد میں مدرسہ قائم کر دیا۔ مسجد کی توسیع کرائی۔ مدرسہ کی تعمیر کی اور پھر اللہ رب العزت نے مسجد و مدرسہ کے کام کو اتنی وسعت دی کہ آپ کو دکان چھوڑ کر تمام وقت مدرسہ کے لئے وقف کرنا پڑا۔ تبلیغی جماعت' جمعیت علماء اسلام' عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت سے آپ کو والہانہ عشق تھا۔ ہمیشہ ان جماعتوں کے کاموں کو دین کا کام سمجھ کر سرانجام دیتے رہے۔ تمام بے دین وبددین لوگوں کے خلاف آپ نے بہت ہی گرانقدر خدمات سرانجام دیں۔ مختلف اوقات میں حسب ضرورت علاقہ بھر میں آپ دینی اجتماعات منعقد کراتے رہتے تھے۔ اور یوں کفر کو نکیل ڈالی ہوئی تھی۔ آپ کے دینی مدرسہ مدینۃ العلوم سے بلاشبہ ہزارہا بندگان خدا نے فیض حاصل کیا۔ آپ کی جامع مسجد تبلیغی جماعت کا مرکز ہے۔ آپ کا وجود بھی تبلیغ اسلام کے لئے وقف تھا۔ آپ کی گرانقدر دینی بے لوث خدمات کے باعث علاقہ کے لوگوں کے دلوں میں آپ کا بہت ہی احترام تھا۔ اور یہ مقبولیت آپ کی نیکی وشرافت کا اعتراف اور آپ کی خدمات عنداللہ مقبولیت کی دلیل بن ہے۔ بلاشبہ آپ چلتے پھرتے مقبولان بارگاہ اشخاص میں سے تھے اور یہ آپ کو نیکی و تقویٰ آپ کو وراثت میں ملا۔ آپ کی حضرت مولانا سید مرتضٰی حسن چاندپوریؒ سے عزیزداری تھی۔ آپ کے والد گرامی کی نیکی کا یہ عالم تھا کہ ریلوے کی پوری ملازمت کے زمانہ میں کسی ملازم سے ایک گلاس پانی پلانے کی فرمائش نہیں کی۔ اس سے ان کی نیکی کا اندازہ کیا جاسکتا ہے۔ آپ کے والد نہا

اپنی ہمشیرگان سے ملنے کراچی گئے ہوئے تھے سید حامد علی شاہ صاحبؒ بھی ہمراہ تھے۔ کراچی میں وصال وتدفین ہوئی۔ اگلے سال سید حامد علی شاہ صاحبؒ کراچی گئے تو والد صاحب مرحوم کی قبر پر بھی فاتحہ کے لئے تشریف لے گئے۔ ایک بوڑھا گورکن دوڑا ہوا آیا۔ سلام کیا اور کہا کہ اس صاحب قبر سے آپ کی کیا رشتہ داری ہے۔ شاہ صاحبؒ نے فرمایا کہ یہ میرے والد صاحب تھے تو وہ بہت خوش ہوا دعائیں اور مبارک بادیں دیں کہ آپ خوش نصیب ہیں۔ آپ کے والد بہت نیک تھے۔ شاہ صاحبؒ کے پوچھنے پر اس نے بتایا کہ بارش کے باعث قبرستان میں بعض تازہ قبریں بیٹھ گئیں۔ اس سے پورے قبرستان میں ایسی نفیس خوشبو پھیلی کہ میں حیران ہو گیا۔ قبریں تیار کرنا' میتوں کو دفن کرنا میرا پیشہ ہے۔ لیکن زندگی میں' میں نے جو خوشبو آپ کے والد کی قبر سے محسوس کی اس کی نرالی و عجیب کیفیت تھی۔ ان بزرگ صفت والد کے مولانا سید حامد علی شاہ صاحبؒ لخت جگر تھے اور خود مولانا حامد علی شاہ صاحبؒ کا یہ عالم تھا کہ خیر المدارس ملتان میں ہندوؤں کا مندر تھا۔ اس سے ملحقہ متروکہ عمارت میں مدرسہ جاری ہو گیا۔ طلباء زیادہ تھے' جگہ کم تھی' تو بعض طالب علموں نے خود مندر ہی میں رہائش رکھ لی۔ وہاں جنات رہتے تھے۔ انہوں نے طلباء کو رات بھر اس طرح تگنی کا ناچ نچایا کہ وہ صبح ہوتے ہی جگہ خالی کرنے پر مجبور ہو گئے۔ طلباء میں جنات کے مندر میں رہنے کا تذکرہ ہوا بات سید حامد علی شاہ صاحبؒ تک پہنچی۔ آپ نے بستر اٹھایا وہاں ڈیرہ لگا دیا۔ سال ڈیڑھ سال جتنا عرصہ رہے جنات نے آپ کو کبھی تکلیف نہیں دی۔ البتہ خدمت تو کر دی ہو گی مگر پریشانی کا باعث نہیں بنے۔ آپ حضرت میاں عبدالہادی دین پوریؒ قطب عالم سے بیعت تھے۔ آخری عمر میں اب حضرت اقدس خواجہ خان محمد صاحب دامت برکاتہم سے بیعت کر لی تھی۔ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے خوردوکلاں سے آپ کا بہت ہی مخلصانہ تعلق تھا۔ چناب نگر کانفرنس پر تشریف لاتے اور بہت ہی دعاؤں سے نوازتے۔ وہ اس دھرتی پر چلتے پھرتے ولی اللہ تھے۔ ان کے وصال سے ایسا خلا پیدا ہوا ہے جو عرصہ تک شاید پر نہ ہو سکے۔ وفات سے ایک روز قبل وصیت نامہ لکھا۔ مسجد و مدرسہ سے لے کر گھریلو معاملات کی تفصیلات درج کر کے اپنے صاحبزادہ سید ناصر حسین شاہ صاحبؒ کو سنادی۔ دوسرے روز شام کو دل کی تکلیف ہوئی۔ رحیم یار خان لے کر وہاں جان مالک کے سپرد کر دی۔ دوسرے دن 9 ذی الحجہ کو ہائی سکول کے گراؤنڈ میں علاقہ کا بہت بڑا اجتماع جنازہ پر موجود تھا۔ دین پور شریف کے بزرگ میاں مسعود احمد صاحب دین پوری نے امامت کی اور قبلہ شاہ صاحبؒ کو رحمت حق کے سپرد کر دیا گیا۔

آہ! حضرت مولانا عبدالرحیم نعمانیؒ

مدرسہ عربیہ اسلامیہ بورے والا کے مہتمم، جمعیت علماء اسلام کے ممتاز رہنما، زکوٰۃ و عشر کمیٹی ضلع وہاڑی کے چیئرمین اور علاقہ کی ہر دل عزیز دینی و مذہبی شخصیت حضرت مولانا عبدالرحیم نعمانیؒ 12 مارچ 2000ء مطابق 5 ذی الحجہ 1420ھ کی صبح کو ملتان کے ایک پرائیوٹ ہسپتال میں انتقال فرما گئے۔ آپ کے جسد خاکی کو بورے والا لایا گیا۔ جہاں آپ کے قائم کردہ دینی مدرسہ خدیجۃ الکبریٰ یعقوب آباد کے احاطہ میں رحمت خداوندی کے سپرد کر دیا گیا۔ آپ کے جنازہ میں ضلع بھر کی ممتاز مذہبی و سیاسی شخصیات نے شرکت کی۔ عوام کے جم غفیر کی شرکت سے ہر شخص کی رائے میں آپ کا جنازہ بورے والا کی تاریخ کا ایک بہت بڑا جنازہ تھا۔ جو آپ کی عنداللہ و عندالناس مقبولیت کا زندہ جاوید ثبوت تھا۔ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مرکزی ناظم اعلیٰ حضرت مولانا عزیز الرحمٰن جالندھری، تبلیغی جماعت کے رہنما بھائی عبدالوہاب صاحب اور دیگر دینی شخصیات سمیت جنازہ میں شریک ہر شخص اشکبار تھا۔ حضرت مولانا عبدالرحیم نعمانیؒ نے 85 سال کی عمر پائی۔ آپ جامعہ امینیہ دہلی کے ممتاز فضلاء میں سے تھے اور جمعیت علماء ہند کے امیر مفتی ہند حضرت مولانا مفتی کفایت اللہ دہلویؒ کے مایہ ناز شاگرد تھے۔ حضرت شاہ عبدالقادر رائے پوریؒ سے نہ صرف بیعت تھے بلکہ ان کی خصوصی نسبتوں کے وارث و امین تھے۔ آپ نے پاکستان بننے کے بعد جامعہ اسلامیہ بورے والا کے اہتمام کو سنبھالا تو اسے ایک منفرد ادارہ بنا دیا۔ تعلیم و تربیت اور نظم و نسق کے لحاظ سے جامعہ اسلامیہ ایک مثالی ادارہ ہے جو آپ کی محنت اور دینی خدمات کی زندہ مثال ہے۔ ہزار ہا قرآن مجید کے حفاظ اور علماء نے اس ادارہ سے فیض حاصل کیا۔ آپ پیر طریقت حضرت مولانا عبدالعزیز رائے پوریؒ سرگودھا والوں کے معتمد خصوصی تھے۔ جمعیت علماء اسلام کے رہنما حضرت مجاہد ملت مولانا غلام غوث ہزارویؒ، مفکر اسلام حضرت مولانا مفتی محمودؒ، مجلس تحفظ ختم نبوت کے بانی رہنما امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ، مجاہد ملت مولانا محمد علی جالندھریؒ اور دیگر برصغیر کے مذہبی رہنماؤں سے آپ کے مثالی تعلقات تھے۔ معروف مسلم لیگی رہنما میاں ممتاز دولتانہ کے مقابلہ پر کئی الیکشن لڑے اور مقابلہ دل ناتواں نے خوب کیا کا حق ادا کر گئے۔ غرض آپ کی دینی و سیاسی خدمات جلیلہ کا ایک زمانہ معترف ہے۔ آپ کی شخصیت و وجاہت کو دیکھ کر قرون اولیٰ کے مسلمانوں کی یاد تازہ ہو جاتی تھی۔ قدرت حق کی شان بے نیازی پر قربان جائیں آپ کی اولاد نہ تھی۔ تاہم علاقہ میں آپ کے ہزاروں شاگرد

آپ کی روحانی اولاد ہیں۔ جب تک آپ کے قائم کردہ دینی ادارے موجود ہیں آپ کا فیض جاری ہے۔ ان کا اوڑھنا بچھونا صرف اور صرف اقدار اسلامی کا احیاء تھا۔ اس پر انہوں نے مقدور بھر جان جوکھوں میں ڈال کر محنت کی اور آنے والے دینی رہنماؤں کے لئے اخلاص بھری محنت کی ایک مثال قائم کر گئے۔ گردوں کے عارضہ میں مبتلا تھے وقت موعود وساعت مقررہ آن پہنچی اور آپ وہاں چلے گئے جہاں ہر انسان کو جانا ہے۔ اللہ رب العزت آپ کی مغفرت فرمائیں اور آپ کو کروٹ کروٹ جنت نصیب فرمائیں۔ اور آپ کے قائم کردہ دینی اداروں کی بہاروں کو تاقیامت سلامت باکرامت رکھیں۔ آمین!

خان محمد اسحق خان خاکوانی کا سانحہ ارتحال

محترم جناب حافظ محمد اسحق خان خاکوانی شب عشاء کے قریب دل کا دورہ پڑنے سے انتقال کر گئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ ملتان کے معروف اور دیرینہ خاکوانی برادری کے روح رواں محترم خان محمد اسحق خان 1938ء میں حافظ محمد نصر اللہ خان خاکوانی کے گھر پیدا ہوئے۔ چوک فوارہ کے قریب مسجد عمر میں قرآن مجید حفظ کرنے کی سعادت حاصل کی۔ حافظ حضور بخش جو شیخ الاسلام حضرت مولانا سید حسین احمد مدنیؒ کے مرید خاص تھے ان سے اور محترم حافظ عبدالرشید صاحب سے آپ نے قرآن مجید حفظ کیا۔ حافظ محمد نصر اللہ خان خاکوانی کا تعلق خانقاہ سراجیہ کے بانی قطب عالم حضرت اعلیٰ مولانا ابو سعد احمد خان صاحب رحمت اللہ علیہ سے تھا۔ اس دیرینہ تعلق کی بنیاد پر آپ نے اپنے صاحبزادہ محمد اسحق خان کو خانقاہ سراجیہ دینی تعلیم کے لئے بھیج دیا۔ انہیں دنوں خانقاہ سراجیہ کے گدی نشین حضرت مولانا محمد عبداللہ صاحب المعروف حضرت ثانیؒ تھے۔ حضرت ثانیؒ سے خان محمد اسحق خان نے بیعت کی اور ابتدائی فارسی کی تعلیم سال دو ... میں حاصل کی۔ بعد میں آپ کو نصرت الاسلام ہائی سکول میں داخل کیا گیا۔ جہاں سے آپ نے انڈر میٹرک تک کی تعلیم حاصل کی۔ خاکوانی برادری کی بہاول نگر کے قریب قدیر آباد میں زرعی جائیداد ہے۔ خان اسحق خان نے زمیندارہ شروع کیا۔ دن رات محنت سے سلیقہ شعاری کے ساتھ زمین پر توجہ دی تو وہ سونا اگلنے لگی۔ تمام تر جدید مشینری حاصل کی اور نت نئے ذرائع اختیار کر کے تمام زرعی اراضی کو نہ صرف آباد کیا بلکہ مختلف انواع واقسام کے باغات لگائے۔ زمینداروں کے ساتھ ملتان میں کاروبار کی طرف توجہ کی تو اس میں بھی مثالی طور پر کامیاب رہے۔ غرض رزق حلال کے حصول کے لئے دن رات ایک کر دیا۔ اور اس میں قدرت نے ان کو کامیابی سے سرفراز فرمایا۔ اعلیٰ حضرتؒ سے لے

کر موجودہ حضرت اقدس قبلہ خواجہ خواجگان خواجہ خان محمد صاحب دامت برکاتہم تک خانقاہ شریف کے بزرگوں کا ملتان میں آپ کا گھرانہ میزبان گھرانہ تھا۔ وہ اپنے جملہ خاندان کے افراد کی طرح اس میزبانی کو سعادت سمجھ کر سرانجام دیتے رہے۔ جناب خان حافظ محمد نصر اللہ خانؒ کے چھ صاحبزادوں میں سے پانچ نے قرآن مجید حفظ کرنے سعادت حاصل کی۔ ان میں خان محمد اسماعیل خان اور جناب خان محمد خان نے تو باقاعدہ درس نظامی کی تعلیم حاصل کر کے جامع العلوم بہاول نگر سے سند فراغت حاصل کی۔ ان حضرات کی تعلیم کے لئے چودھواں ڈیرہ اسماعیل خان کے حضرت مولانا مفتی عطاء محمد صاحب کی خدمات حاصل کی گئیں۔ آپ نے قدیر آباد میں قیام کر کے ان حضرات کو درس نظامی کی تکمیل کرائی اور امتحان جامع العلوم سے دلوایا۔ خان محمد اسحٰق خان کے حضرت مفتی صاحب مرحوم سے بھی مثالی دوستانہ مراسم تھے۔ آخر تک احترام و محبت کا یہ رشتہ قائم رہا۔ خان محمد اسحٰق خان کے حکیم حافظ محمد حنیف اللہ مرحوم اور صاحبزادہ حضرت حافظ محمد عابد صاحبؒ سے بہت ہی پیار و محبت کا رشتہ تھا۔ گذشتہ سال ان حضرات کے وصال سے خان صاحب بہت ہی افسردہ خاطر رہنے لگے۔ آپ کے دو صاحبزادے محمد عثمان خان و محمد عدنان خان اور ایک صاحبزادی ہیں۔ سب کی شادیاں کیں ان کی اولادیں ہوئیں۔ غرض پوتے نواسے سب خوشیوں کی نعمتوں سے قدرت نے آپ کو مالا مال کیا۔ برادری میں اس وقت آپ بڑے سمجھے جاتے تھے۔ سب فیصلے آپ کرتے تھے اور سبھی حضرات آپ کا احترام کرتے تھے۔ قدرت نے گفتگو کا عجیب و غریب ملکہ آپ کو ودیعت کیا تھا۔ ایسی مربوط جامع و خوبصورت بامعنی وبامقصد رسیلی گفتگو کرتے تھے کہ سامعین کے دلوں میں نقش ہو جاتی تھی۔ کچھ عرصہ سے آپ کو شوگر کی تکلیف تھی۔ مگر تمام تر معمولات جاری رہے۔ تاہم آخری تین چار سالوں سے مسجد و خانقاہ 'نماز و تلاوت سے بہت ہی زیادہ شغف ہو گیا بلکہ تقریباً اس کام کے لئے وقف ہو گئے۔ زمینداری پر محمد عثمان خان کو اور دوکانداری پر محمد عدنان خان کو لگا دیا اور خود عبادت و ریاضت پر لگ گئے۔ انتقال کی رات بھی طبیعت بالکل ٹھیک تھی۔ اپنے بیٹے محمد عدنان خان کو نماز باجماعت کے لئے مسجد بھیجا۔ خود بھی نماز کی تیاری میں لگ گئے۔ اسی اثنا میں دل کا دورہ پڑا اور اگلے جہان کو سدھار گئے۔ اگلے دن عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مرکزی ناظم اعلیٰ حضرت مولانا عزیز الرحمٰن جالندھری مدظلہ نے آپ کی نماز جنازہ پڑھائی اور آپ کو قدرت حق کے سپرد کر دیا گیا۔

مرتد کی شرعی حیثیت قرآن وسنت کی روشنی میں

شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد مراد صاحب ہالیجوی

بسم اللہ الرحمن الرحیم

حامداً ومصلیاً ومسلماً ۰ امابعد!

اصول دین میں سے کسی بھی اصل کے انکار سے کفر لازم آتا ہے۔ مثلاً توحید' رسالت' قیامت وغیرہ کا منکر اگر ابتداء" کافر تھا تو اب بھی کافر رہے گا لیکن پہلے مسلمان تھا' بعد میں اصول دین کا انکار کیا تو مرتد کہلائے گا۔ ختم نبوت اصول دین میں شامل ہے۔ اس کا منکر مرتد ہے۔

یہ ایک واضح بات ہے اسلامی فرقوں میں سے کوئی بھی اس میں اختلاف نہیں رکھتا۔ اس لئے جو شخص مسلمان تھا بعد میں قادیانی یا لاہوری مرزائی عقیدہ اختیار کیا وہ اجماع امت اور دلائل قطعیہ سے مرتد ہے اور جو شخص کسی قادیانی یا مرزائی کے گھر پیدا ہوا وہ بھی مرتد ہے۔ فقہاء امت کا اس میں اجماع ہے۔ سلف صالحین میں سے کسی بھی فقیہ کو اس کے مرتد ہونے میں اختلاف نہیں تھا۔ علامہ کاسانی" اپنی کتاب بدائع الصنائع ص ۱۳۹ ج ۷ میں رقم طراز ہیں:

" وان کان مولوداً فی الودة بان ارتدالذوجاًن ولا ولدھما ثم ھوبان المرأة من زوجھا بعد ردتھما وھما مرتدان علیٰ حالھما فھذا بمنزلة ابویه له حکم الدوة "یعنی میاں بیوی دونوں مرتد ہوگئے اور ان کے ہاں اولاد نہ تھی بعد میں بیوی اپنے خاوند سے حاملہ ہوئی اور دونوں مرتد رہے تو یہ بچہ ماں باپ کی طرح ہے اس پر مرتد ہونے کا حکم لگے گا۔ علامہ ابن ہمام فتح القدیر ص ۳۲۷ ج ۵ پر لکھتے ہیں:

"اما جبرا لولد فلا نه یتبع ابویه اواحدھمافی الدین فیکون مسلماً باسلامھما ومرتداً برد تھما فلما کان مرتداً مودتھما اجبر کما یجبران.........الخ "یعنی مرتد کی اولاد کو اسلام لانے پر اس لئے مجبور کیا جائے گا کہ وہ دین میں ماں باپ دونوں یا ایک کا تابع ہوتا ہے۔ پس دونوں کے مسلمان ہونے پر مسلمان کے حکم میں ہوگا اور دونوں کے مرتد ہونے کی صورت میں مرتد ہوگا۔ جس

طرح مرتد ماں اور باپ کو اسلام لانے پر مجبور کیا جائے گا۔ اسی طرح اولاد کو بھی مجبور کیا جائے گا۔ صاحب ہدایہ علامہ موغینانی ص۱۰۶ ج۲ پر لکھتے ہیں:

"واذارتد الرجل وامراته والعياذ باالله ولحقا بدارالحرب محملت المراة في دار الحرب فولدت ولداً وولد لولدهما ولد فظهرعليهما جميعاً فلالولدان في ...... الخ"

یعنی مرد اور عورت العیاذباللہ مرتد ہو کر دارالحرب فرار ہوگئے۔ دارالحرب میں عورت حاملہ ہوگئی اور بچہ جنا اور اولاد کو بھی اولاد ہوگئی بعد میں ان سب پر غلبہ حاصل ہوا تو یہ بیٹے پوتے سارے مال غنیمت میں سے ہوں گے۔ خلاصہ کلام یہ کہ بیٹے پوتے ساری اولاد کا ایک ہی حکم ہے۔

اگر کسی کو شبہ لگے کہ اولاد پر مرتد ہونے کا حکم صرف دارالحرب میں فرار ہوجانے کی صورت میں ہے۔ شاید دارالسلام میں مرتد کو اگر اولاد ہو تو اس کا حکم مختلف ہوگا۔ اس میں شبہ کو رد کرتے ہوئے علامہ اکمل الدین محمد بن محمود البارتی اپنی مایہ ناز کتاب العنایۃ شرح الہدایہ ص ۲۲۷ ج۵ پر فرماتے ہیں:

"قيل ذكردارالحرب. ووقع اتفاقافانها اذا حبلت في دارناثم لحقت به بدارالحرب فالجواب كذالك ولعله يشتمل علىٰ فائدة وهي ان العلوق متى كان في دارالحرب كان ابعدعن الاسلام باعتبارالداريكون الدار جهة في الاستبتاع فالجبرهناك يكون جبراًهنابالطريق الاولىٰ......... الخ" یعنی دارالحرب کی قید اتفاقی ہے ورنہ دارالسلام میں مرتدہ اگر حاملہ ہوجائے تب بھی یہی حکم رہے گا۔ شاید اس قید کا فائدہ یہ ہو کہ جب دارالحرب میں حمل ٹھہرے تو اسلام سے دور جا کر حمل ٹھہرا اور جب دارالسلام میں حمل ٹھہرے گا تو یہ دار کے لحاظ سے اسلام کے قریب حمل ٹھہرا۔ کیوں کہ اولاد کا حکم ماں باپ والا لگانے میں دار بھی ایک سبب ہے تو جب وہاں حمل ٹھہرنے کی صورت میں بھی جبر ہوگا تو یہاں دارالسلام میں حمل ٹھہرنے کی صورت میں بالطریق الاولیٰ اسلام لانے پر مجبور کیا جائے گا۔ علامہ سعد آفندی نے عنایۃ کے حاشیہ میں اس مسئلہ کی مزید وضاحت کی ہے۔ طوالت کے خوف سے چھوڑ دیتا ہوں۔ فقہاء ملت حنفیہ بیضاء کی اتنی تصریحات کے بعد قادیانیوں کی اولاد کو اہل کتاب سے ماننا ایک ناقابل فہم بات ہے۔ اگرچہ اس مسئلہ پر مزید تحقیق وتدقیق کی ضرورت نہیں مگر نور علیٰ نور کے مصداق اہل کتاب کی تشریح بھی قانون اسلامی کے ماہرین کی روشنی میں بیان کرتا ہوں۔ علامہ ابن ہمام فتح القدیر شرح ہدایہ پر لکھتے ہیں: "والكتابي من يومن

بنبیی ویقربکتاب ص ۱۲۵ ج ۲ ”یعنی اہل کتاب وہ ہیں جو نبی پر ایمان لائیں اور کتاب کا اقرار کریں۔ جیسے نصاریٰ عیسیٰ علیہ السلام اور موسیٰ علیہ السلام پر ایمان لاتے ہیں اور تورات وانجیل کا اقرار کرتے ہیں۔ صرف اپنے نبی کے بعد آنے والے نبی اور کتاب کا انکار کرتے ہیں۔ مثلاً یہودی موسیٰ علیہ السلام کو مانتے ہیں اور تورات کو آسمانی کتاب کہتے ہیں لیکن عیسیٰ علیہ السلام اور انجیل کو نہیں مانتے جو موسیٰ علیہ السلام وتورات کے بعد آئے ہیں۔ اسی طرح نصاریٰ عیسیٰ علیہ السلام اور انجیل کو مانتے ہیں مگر محمد ﷺ اور قرآن مجید کو نہیں مانتے۔ خلاصہ کلام یہ کہ اہل کتاب ایسا ٹولہ ہے جو سچے نبی اور سچی کتاب پر اپنے منحرف عقیدہ کے مطابق ایمان لاتے ہیں اور انبیاء سابقین اور کتاب سابقہ کو بھی مانتے ہیں۔ صرف بعد میں آنے والے سچے نبی اور سچی کتاب کا انکار کرتے ہیں لیکن قادیانیوں کی اولاد اس قانون پر پوری نہیں اترتی۔ کیونکہ وہ ایک جھوٹے شخص کو نبی مانتے ہیں اور جھوٹی عبارتوں کو آسمانی وحی سمجھتے ہیں۔ ایسے شخص کو اہل کتاب سے سمجھنا فہم کا قصور ہے۔ مثال کے طور پر نصاریٰ کے نزدیک یہودی اہل کتاب ہیں کیوں کہ نصاریٰ کے عقیدہ کے مطابق یہودی سچے نبی یعنی حضرت موسیٰ علیہ السلام کو مانتے ہیں اور سچی کتاب تورات کو بھی مانتے ہیں۔ لیکن یہودیوں کے عقیدہ کے مطابق نصاریٰ اہل کتاب میں سے نہیں۔ کیونکہ یہودی عیسیٰ علیہ السلام اور انجیل کو سچا نہیں مانتے یہ مثال محض شرط کو ذہن نشین کرانے کے لئے دی گئی ہے ورنہ مماثلت من کل الوجوہ نہیں ہے۔ کیونکہ قادیانی نہ صرف ہمارے عقیدہ کے مطابق بلکہ فی الواقع ایک جھوٹے مدعی کو نبی مانتے ہیں: فتویٰ کی مستند کتاب الدر المختار ص ۲۸۹ ج ۲ پر نبی اور کتاب کی تشریح کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

”وصح نکاح کتابیۃ وکرہ تنزیہا مومنۃ بنبیی مرسل ومقرۃ بکتاب منزل .... الخ“

اہل کتاب عورت کی تعریف کرتے ہوئے نبی کے ساتھ مرسل کی قید لگائی ہے یعنی اہل کتاب ایسے شخص کو کہا جائے گا جو نبی مرسل یعنی خدا کے یہاں سے بھیجے ہوئے نبی کو مانتا ہو جو شخص جھوٹے کو نبی مانتا ہو وہ نبی مرسل پر ایمان لانے والا نہیں کہلائے گا اور کتاب کے ساتھ منزل کی قید لگا کر وضاحت کر دی کہ غیر منزل یعنی جھوٹی کتاب کو ماننے والا اہل کتاب سے نہیں۔

علامہ ابن ہمام جیسے فقیہ امت کی تعریف اور صاحب الدر المختار کی تشریح کے بعد قادیانیوں کو اہل کتاب کا حکم لگانا فقہ اسلامی سے ناواقفیت کی دلیل ہے۔ علامہ شامی اپنی کتاب درالمختار ص ۲۸۹ میں

(قوله مقرة بكتاب) کے ذیل میں لکھتے ہیں: " فی النهرعن الذيلعی ان من اعتقد دينا سماويا وله كتاب منزل كصحف ابراهيم وشيث وزبور داؤد فهومن اہل الكتاب فتجوز منا كحتهم واكل وبالهم "یعنی جو دین سماوی پر اعتقاد رکھتا ہو اور اس کو منزل کتاب بھی ہو جیسے صحیفہ ابراہیم و شیث علیہ السلام اور داؤد علیہ السلام کا زبور تو وہ اہل کتاب ہے۔ اس سے نکاح کرنا اور اس کا ذبیحہ کھانا حلال ہے۔ دین کے ساتھ سماوی کی قید لگا کر من گھڑت دین کو خارج کیا کہ جعلی دین والا آدمی اہل کتاب سے نہیں ہے۔ قادیانیوں کا دین سماوی نہیں بلکہ من گھڑت ہے اور قادیانیوں کا پیشوا جھوٹا مدعی نبوت ہے۔ ان سے اہل کتاب جیسا سلوک کرنا از روئے شرع حرام ہے بلکہ ان سے مرتد جیسا سلوک کیا جائے گا۔ یہی قانون اسلامی کا صریح تقاضہ ہے۔ خلاصہ بحث یہ کہ اہل کتاب کے لئے دو شرائط ہیں۔ ایک یہ کہ اہل کتاب وہ شخص ہے جو سچے نبی اور سچی کتاب سماویہ کو اپنے منحرف عقیدہ کے مطابق مانتا ہو۔ اگر جھوٹی کتاب کو وحی اور جھوٹے مدعی نبوت کو نبی مانتا ہو تو وہ اہل کتاب نہیں ہو سکتا۔ جیسے قادیانی۔ دوسری شرط یہ ہے کہ ہر آنے والی سچی امت اپنے سے پہلے والی سچی امت کو اہل کتاب کہہ سکتی ہے لیکن بعد میں آنے والی سچی امت کو اہل کتاب نہیں کہہ سکتی۔ جیسے عیسائی یہودیوں کو اہل کتاب کہہ سکتے ہیں۔ یہودی عیسائیوں کو اہل کتاب نہیں کہہ سکتے اور امت محمدیہ ﷺ عیسائیوں اور یہودیوں کو اہل کتاب کہہ سکتے ہیں لیکن عیسائی و یہودی مسلمانوں کو اہل کتاب نہیں کہہ سکتے۔ اس قاعدہ کے مطابق قادیانی اگر بالفرض سچی امت ہوتے تب بھی ان کو اہل کتاب نہیں کہا جائے گا۔ وہ جھوٹے دجال کے متبع ہیں۔ ان کو اہل کتاب کیسے کہا جا سکتا ہے۔ چونکہ قادیانی مرتد ہیں۔ اس لئے ان کو مسلمانوں کے ملک میں امن و امان کے ساتھ رہنے کی شرعاً اجازت نہیں دی جا سکتی۔ اگر بالفرض خلاف واقع ذمی تصور کیا جائے تب بھی ذمہ قبول نہ کرنے کی صورت میں امن و امان کا معاہدہ خود بخود ختم ہو جاتا ہے۔ علامہ ابن ہمام اپنی کتاب فتح القدیر ص ۳۰۲ ج ۵ پر تحریر کرتے ہیں:

" وقيد باوائها لانه من انكار قبولها نقض عهده......الخ "یعنی جزیہ کی قبولیت سے انکار کرنے پر ذمیت کا معاہدہ ختم ہو جاتا ہے اور وہ واجب القتل ہے۔ چند سطر آگے مزید لکھتے ہیں کہ: "

والذی عندی ان سبه ﷺ ونسبة مالا ينبغی الا الله تعالىٰ وان كان مها لا يعتقد ونه كنسبة الولد الا الله تعالىٰ وتقدس عن ذالك اذا اظهر به يقتل به..........الخ "یعنی

حضور ﷺ کی شان میں گستاخی کرنے والا' اللہ تعالیٰ کی طرف نامناسب باتیں منسوب کرنے والا' اگر ان باتوں کا برملا اظہار کرے گا تو اس کا معاہدہ ختم ہو جائے گا اور واجب القتل ہو گا۔ مذکورہ بالا عبارت ذمیوں کے لئے دو شرائط بیان کرتی ہے ایک یہ کہ ذمیت قبول کرے' اگر کوئی ذمیت قبول نہیں کرے گا تو اس کو واجب القتل سمجھا جائے گا۔ قادیانی اپنے آپ کو ذمی نہیں سمجھتے اور نہ قبول کرتے ہیں بلکہ وہ آئین کے ایسے فقروں کو جس سے انکا غیر مسلم ہونا ثابت ہوتا ہے نہ صرف انکار کرتے ہیں بلکہ طعن و تشنیع اور طنز کا رویہ اختیار کرتے ہیں۔

دوسری شرط یہ ہے کہ وہ نبی اکرم ﷺ کے شان میں گستاخی اور اللہ تعالیٰ کے حق میں نامناسب باتیں "اگرچہ ان کے عقیدہ فاسدہ کے مطابق ہو" برملا نہ کہے۔ اگر کسی بھی ذمی نے ایسا کیا تو اس کا معاہدہ ختم ہو جائے گا اور واجب القتل ہو گا۔ قادیانی اللہ تعالیٰ کے بارے میں بھی نامناسب باتیں کہتے ہیں۔ مرزا قادیانی کے ایک خاص مرید قاضی یار محمد (قادیانی لعین) بی' او' ایل' پلیڈر اپنے مرتبہ ٹریکٹ نمبر ۳۴ موسومہ اسلامی قربانی ص ۱۲ میں تحریر کرتے ہیں: "جیسا کہ حضرت مسیح موعود نے ایک موقع پر اپنی حالت یہ ظاہر فرمائی کہ کشف حالات آپ پر اس طرح طاری ہوئے کہ گویا آپ عورت ہیں اور اللہ تعالیٰ نے رجولیت کی طاقت کا اظہار فرمایا ہے۔" سمجھنے کے لئے اشارہ کافی ہے...... الخ" اب آپ ہی فیصلہ فرمائیں کہ اس سے زیادہ کوئی بیہودہ بات ہو سکتی ہے جو خدا تعالیٰ کی طرف منسوب کی جائے اور یہ کتابیں جن میں بیہودہ باتیں لکھی ہوئی ہیں قادیانی جماعت کی طرف سے مسلسل چھپ رہی ہیں یہ برملا اظہار ہے۔ نتیجہ کے طور پر قادیانیوں میں ذمیت کی دونوں شرائط مفقود ہیں اور وہ محارب اور واجب القتل ہیں۔ اسلامی مملکت میں ان کے ساتھ ذمیوں والا سلوک کرنا ازروئے شرع ناجائز ہے۔

دفاعی بحث

مرتد کی سزا قتل ہے یہ قرآن وحدیث کا قطعی فیصلہ ہے لیکن کچھ جدت پسند لوگ صدق دل سے اس کے قائل نہیں ہیں۔ ملحدین اور اباحیت پسند لوگوں کے مسلسل پروپیگنڈا سے متاثر ہو کر دین کو ثانوی حیثیت دیتے ہیں۔ اور اولیٰ حیثیت ان کے ہاں دنیا کی ہے۔ ان لوگوں کا خیال ہے کہ دین کی وجہ سے کسی کو قتل کرنا مذہبی جنون ہے۔ لیکن یہ لوگ انسانی دنیا میں اپنی مصنوعی لکیریں (بین الاقوامی سرحدیں) کھینچ کر ایک دوسرے کے خون کے پیاسے بنتے ہیں۔ لکیر سے اس طرف کا انسان اپنے ہی ہم جنس انسان کو بلکہ بسا

اوقات ہم مذہب اور ہم نسل انسان کو تباہ کرنے کے لئے کروڑوں اربوں روپے کے منصوبے بناتا ہے۔

لاکھوں کروڑوں انسانوں کی جانیں تلف ہو چکی ہیں اور مسلسل تلف ہو رہی ہیں یہ روشن خیالی ہے۔ لیکن دین کے حکم کے مطابق کسی مرتد کو قتل کرنا تاریک خیالی اور جنون ہے۔ تف ہے اس روشن خیالی پر۔

انسانی دنیا کو مصنوعی خطوں میں تقسیم کر کے ہر خطہ کے ساتھ وفاداری فرض سے بڑھ کر قرار دیتے ہیں۔ حالانکہ یہ خطے نہ خدا کے بنائے ہوئے ہیں اور نہ رسولؐ کے لیکن اتنے اہم قرار دیئے گئے ہیں کہ اگر کسی کی وفاداری مشکوک ہو جائے تو دنیا کے بنائے ہوئے قانون کے مطابق ہر جگہ واجب القتل ہو جاتا ہے لیکن اگر کوئی شخص خدا کے بنائے ہوئے حدود کی خلاف ورزی کرے بلکہ بغاوت کرے اور مرتد ہو جائے تو خدا اور رسول کی وفاداری سے بغاوت (ارتداد) پراسے قتل کرنے کی سزا دینا ملائیت ہے۔

دنیا کے بنائے ہوئے جعلی نظریوں کی وفاداری جان سے اہم ہے۔ مثلاً روس میں رہنے والا اگر کمیونزم سے منحرف ہو جائے تو واجب القتل ہونا قرار پاتا ہے جیسا کہ روس میں کروڑوں جانوں کو باغی قرار دے کر تلف کیا گیا ہے اور چین میں سوشلزم کے خلاف عقیدہ رکھنے والا گردن زنی ہے چاہے وہ کتنا ہی جاہ و جلال کا مالک ہو۔ جیسے ماضی قریب میں چار کے ٹولہ کا حشر ہوا۔ کیا خدا کے نازل کردہ نظریہ کی اتنی بھی اہمیت نہیں کہ اس سے منحرف ہونے والے کو خالق حقیقی کے حکم پر کیفر کردار تک پہنچایا جائے۔

مرتد کی شرعی حیثیت

روزنامہ امن کی 8 اکتوبر والی اشاعت میں ''فتنہ ارتداد کا خاتمہ'' کے زیر عنوان ایک مضمون نظر سے گزرا۔ مضمون نگار نے مخصوص ترجیحات کے تحت قرآن و حدیث و اجماع امت و فقہ آئمہ اربعہ کے سراسر خلاف سادہ لوح قارئین کو یہ تاثر دینے کی کوشش کی ہے کہ مرتد کی شرعی سزا قتل نہیں ہے۔ حضور نبی اکرم ﷺ نے مسیلمہ کذاب مرتد کے متعلق جو کچھ فرمایا' یا حضرت ابوبکر صدیقؓ نے حضرت خالد بن ولیدؓ کی سربراہی میں صحابہ کرامؓ کا لشکر بھیج کر مسیلمہ کذاب کو بمع متبعین جہنم رسید کیا۔ سب کچھ مسیلمہ کذاب کی باغیانہ حرکتوں کی وجہ سے ہوا تھا' نہ کہ ارتداد کی وجہ سے۔ میں مسیلمہ کذاب کے انکار ختم نبوت اور حضور اکرم ﷺ کی اظہار ناراضگی اور حضرت ابوبکر صدیقؓ کی لشکر کشی کے اسباب پر بعد میں اظہار خیال کروں گا سب سے پہلے ارتداد کی شرعی حیثیت قرآن و حدیث کی روشنی میں پیش کرنا چاہتا ہوں'

(1)----- قرآن مجید نے بنی اسرائیل کی نافرمانیوں کے ضمن میں موسیٰ علیہ السلام کی غیر

موجودگی میں گائے کے بچھڑے کی پوجا کا ذکر کرنے کے بعد اس جرم (ارتداد) کی سزا بیان فرمائی ہے۔

﴿ترجمہ: اے میری قوم تم نے بچھڑے کی پوجا کر کے ظلم (ایمان کے بعد ارتداد) کیا ہے۔ اس لئے اپنے پروردگار کی طرف رجوع کرو اور اپنی جانوں کو قتل کرو۔ سورہ بقرہ آیت نمبر 54﴾

بنی اسرائیل کو جب موسیٰ علیہ السلام کی تربیت اور قیادت کے طفیل اللہ تعالیٰ نے ایمان اور آزادی کی دولت عطا فرمائی اور فرعون اپنے لشکر سمیت ڈوب مرا تو موسیٰ علیہ السلام اللہ تعالیٰ کی دربار میں کوہ طور پر جا کر ملتجی ہوئے۔ کہ وہ تمہیں زندگی گزارنے کے لئے دستور العمل عطا فرمائے۔ موسیٰ علیہ السلام اپنی غیر موجودگی میں ہارون علیہ السلام کو اپنا نائب بنا کر خود تشریف لے گئے۔ واپسی میں جب تورات لے کر پہنچے تو قوم دو فرقوں میں بٹ چکی تھی۔ ایک فرقہ سامری کے گمراہ کرنے پر بچھڑے کا پوجاری بن کر دولت ایمان کھو بیٹھا۔ لیکن ہارون علیہ السلام نے تحمل سے کام لیتے ہوئے موسیٰ علیہ السلام کی آمد تک دونوں فرقوں کو سنبھالے رکھا۔ جب موسیٰ علیہ السلام تشریف لائے اور یہ صورت حال دیکھی تو بہت خفا ہوئے۔ پہلے تو اپنے بھائی پر ناراضگی کا اظہار فرمایا۔ لیکن جب ہارون علیہ السلام نے اپنی صفائی پیش کی کہ میں نے آپ کی آمد تک مرتدین کو سزا دینے کے مسئلہ کو موخر کیا تاکہ آپ خود صورت حال دیکھ لیں اور مجھے تفرقہ بازی کا ذمہ دار نہ قرار دیں۔ موسیٰ علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ سے اس مسئلہ ارتداد کا حل دریافت کیا۔ وحی الٰہی سے حکم پا کر قوم کو مخاطب ہوئے کہ اے میری قوم تم نے (ایمان کے بعد) بچھڑے کی پوجا کر کے (بہت بڑے) ظلم (ارتداد) کا ارتکاب کیا ہے۔ اس لئے (اس جرم پر نادم ہو کر) اپنے پروردگار کی طرف رجوع کرو۔ (لیکن محض زبانی رجوع سے یہ جرم معاف نہیں ہوگا) بلکہ اپنی جانوں کو (اسلام پر ثابت رہنے والے مرتد بننے والوں کو جو کہ ایک ہی قوم ہونے کی وجہ سے اپنی جانوں کی مثل ہیں) قتل کرو۔ خلاصہ کلام 'بنی اسرائیل پر جیسے اور بھاری احکام تھے مثلاً کپڑا پلید ہو جائے دھوئے پاک نہیں ہوتا تھا بلکہ کاٹنا پڑتا تھا اور مال غنیمت کھانا حرام تھا بلکہ آگ سے جلایا جاتا تھا اور طیبات یعنی پاکیزہ ماء کولات بھی ان پر حرام کر دی گئی تھی۔ وغیرہ وغیرہ۔ اسی طرح ان کے لئے ارتداد کی سزا بھی اتنی ہی بھاری تھی کہ باوجود تائب ہونے کے جرم معاف نہیں ہوتا تھا بلکہ سچے دل سے توبہ کرنے کے باوجود واجب القتل رہتے تھے۔ اس لئے موسیٰ علیہ السلام نے خدا تعالیٰ سے حکم پا کر بنی اسرائیل کو بتایا کہ توبہ کے بعد بھی تم ہی سے مومن 'مرتدوں کو قتل کریں۔ تب جرم معاف ہوگا۔ امت مسلمہ پر اللہ تعالیٰ نے اور احسانات کے

ساتھ یہ احسان بھی فرمایا کہ اگر سچے دل سے تائب ہو جائے تو جرم ارتداد معاف ہو جائے گا اور وہ شخص واجب القتل نہیں رہے گا۔ لیکن اگر اپنے مرتدانہ عقیدہ پر مصر ہو تو وہ تین دن سے زیادہ مدت زندہ نہیں چھوڑا جا سکتا۔ امام بخاریؒ نے اپنی مایہ ناز کتاب صحیح البخاری میں مستقل (CHAPTER) مرتد کے شرعی حکم پر جمع کئے ہیں اور ہر ایک کتاب میں متعدد ابواب قائم کر کے قرآنی آیات اور احادیث نبویہ نقل کی ہیں۔ اس مسئلہ پر دلائل کی کثرت کا اندازہ اس بات سے کر سکتے ہیں کہ صرف ایک باب حکم: "المرتد والمرتدۃ" میں چودہ آیات قرآنی جمع کی ہیں اور اپنے طرز کے موافق ان آیات کا خلاصہ حضرت عبداللہ بن عمرؓ اور امام محمد بن شہاب زہریؒ سے نقل کیا ہے کہ مرتد اور مرتدہ قتل کئے جائیں گے۔ امام نوویؒ لکھتے ہیں کہ مرتد کا واجب القتل ہونا امت مسلمہ کا اجماعی مسئلہ ہے۔ اس حد تک کسی قسم کا اختلاف نہیں۔ اختلاف صرف اس بات میں ہے کہ مرتد کی توبہ قبول کی جائے گی یا نہیں۔ اگر توبہ قبول کی جائے گی تو توبہ کا موقعہ دینا مستحب ہے یا واجب ہے۔ نیز اگر موقعہ دیا جائے تو کتنا وقت دیا جا سکتا ہے۔ اس میں بھی اختلاف ہے کہ عورت کو بھی مرد کی طرح ارتداد کی سزا میں قتل کر دیا جائے۔ یا ہمیشہ کے لئے جیل میں قید رکھا جائے تاکہ یہ توبہ کر لے یا قید میں ہی مر جائے۔ ان چار جزوی تفصیلات میں فقہ حنفی نے بہت ہی آسان پہلو اختیار کیا ہے۔ یعنی مرتد کی توبہ قبول کی جائے گی۔ نیز اس کو سوچنے کا موقعہ دیا جائے گا۔ اگر شبہات ہیں تو ازالہ کیا جائے گا۔ یہ موقعہ تین دن ہوگا۔ نیز عورت مرتدہ کو قتل نہیں کیا جائیگا بلکہ اس کو دائمی طور پر قید رکھا جائے گا۔ تاکہ یا توبہ کرے یا قید ہی میں مر جائے۔

امام بخاریؒ نے ص ۱۰۰۵ ج ۲ پر ایک مستقل کتاب المحاربین من اہل الکفر والردۃ کے عنوان سے بیان کیا ہے۔ جس میں مرتد کی سزا کے استنباط کے لئے ایک آیت: "انما جزاء الذین یحاربون اللہ ورسولہ" تحریر فرمائی ہے اور اس آیت کی تشریح میں ایک حدیث نبوی پیش کی ہے۔ حضرت انسؓ فرماتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ کے پاس عکل اور عدینۃ قبیلوں کے لوگ آئے اور اسلام کی صداقت سے متاثر ہو کر مسلمان ہوگئے اور مسجد نبوی میں اصحاب صفہؓ کے ساتھ رہنے لگے۔ ان کو مدینہ کی آب وہوا راس نہ آئی اور جگر کی بیماری میں مبتلا ہوگئے۔ حضور ﷺ نے ان کو ربذہ کے مقام پر جا کر ٹھہرنے کا مشورہ دیا۔ وہاں پر صدقہ کے اونٹوں کی چراگاہ تھی (اور اونٹ کا دودھ جگر کی بیماری کے لئے مفید ہے۔) یہ جا کر وہاں مقیم ہوگئے اور دودھ پیا تو درست ہوگئے۔ بلکہ حدیث شریف کے الفاظ ہیں کہ

موٹے تگڑے بن گئے پھر بد قسمتی ان پر سوار ہو گئی اور مرتد ہو گئے اور چرواہے کو قتل کیا اونٹ چرا کر لے گئے جب حضور ﷺ کو اس واقعہ کی اطلاع ہوئی تو آنحضرت ﷺ نے ان کے تعاقب میں مسلمانوں کا ایک دستہ بھیجا اور دوپہر سے پہلے گرفتار کر کے حضور ﷺ کے سامنے پیش کئے گئے۔ حضور اکرم ﷺ نے گرم سلائیاں ان کی آنکھوں میں پھروائیں اور ہاتھ پاؤں کاٹنے کا حکم دیا اور ان کے زخموں کو خون بند کرنے لئے نہ داغا۔ یہ اس زمانہ میں علاج تھا اور گرم پتھریلی زمین پر پھینکوا دیا۔ وہ پانی مانگتے رہے لیکن پانی نہ دیا گیا حتیٰ کہ تڑپ تڑپ کر مر گئے۔

اس حدیث کے راوی حضرت انسؓ کے شاگرد جلیل القدر تابعی حضرت ابو قلابہ عبداللہ بن زید جرمی اس انوکھی سزا کے وجوہ بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں: ھولاء قوم سرقوا وقتلوا وکفروا بعد ایمانھم وحاربوا اللہ ورسولہ ”یعنی ان لوگوں نے اونٹ چرائے اور چرواہوں کو قتل کیا اور ایمان کے بعد کفر (ارتداد) کے مرتکب ہوئے اور اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کے ساتھ لڑائی کی یعنی ان مجرمین کو عبرتناک سزا کے وجوہ یہی تھے ان میں سب سے اہم وجہ ارتداد تھی۔ کیوں کہ چوری کی سزا قتل نہیں ہے اور قتل کے بدلہ میں محض قتل کیا جانا ہی کافی تھی۔ نہ کہ ہاتھ پاؤں کاٹنا اور آنکھیں نکالنا وغیرہ' باقی محاربہ بمعنی ڈاکہ زنی کا ارتکاب نہیں ہوا کیوں کہ اونٹ لیجانے کو حضرت انسؓ اور ابو قلابہ چوری سے تعبیر کر رہے ہیں اور اونٹوں کے سوا دوسرا کوئی مال تھا ہی نہیں جس پر ڈاکہ ڈالا جائے اور عقلاً بھی یہ بات واضح ہے کہ چرواہے کو قتل کرنے کے بعد کوئی مزاحم ہی موجود نہیں تھا تو ڈاکہ کیسے لگے 'ڈاکہ تو مزاحمت کر کے مال لے جانے کو کہتے ہیں۔ نیز امام بخاریؒ نے پوری کتاب میں کہیں بھی ڈاکہ زنی یعنی قطع الطریق کا ذکر نہیں کیا بلکہ اس کا ابتدائی عنوان کتاب المحاربین من اھل الکفروا لردۃ کہہ کر محاربۃ بمعنی کفر وارتداد کیا ہے۔ آگے چل کر پہلے باب کا عنوان یوں ذکر کرتے ہیں۔ باب لم یحسم النبی ﷺ المحاربین من اہل الردۃ ھلکوا۔ مطلب نبی کریم ﷺ نے محاربین یعنی مرتدین کے زخموں کو خون بند کرنے کے لئے نہ داغا حتیٰ کہ خون کے بہنے سے ہلاک ہو گئے۔ دوسرے باب میں اس سے بھی زیادہ صراحت کرتے ہوئے المرتدوں المحاربوں کو صفت توضیعی کے طور پر بیان کرتے ہیں۔

اتنی تصریحات کے بعد یہ بات روز روشن کی طرح واضح ہو کر سامنے آتی ہے کہ اس آیت میں مرتد کی سزا قتل بیان کی گئی ہے۔ اس آیت سے حکومت کے باغی مراد لینا درست نہیں ہے۔ کیونکہ یہ چند

افراد پر مشتمل ٹولہ تھا۔ جس کو پکڑنے میں دیر نہ لگی نہ دشواری پیش آئی۔ بلکہ پہلے ہی دن سورج چڑھنے سے پہلے گرفتار کر کے مدینہ لائے گئے گویا کہ بالکل مزاحمت نہیں ہوئی۔ منعۃ یعنی مزاحمت کے بعد عملی بغاوت نہیں ہوئی۔ رہی اعتقادو نظریاتی بغاوت وہ تو مرتدین میں بطریق اتم موجود ہے کہ وہ اللہ اور رسول اور اسلامی حکومت کا دل سے مخالف ہوتا ہے۔ اس سے بڑھ کر نظریاتی باغی اور کون ہوتا ہے۔ ان تصریحات سے واضح ہوگیا کہ آیت شریفہ میں منحارب سے مراد مرتد ہے۔ یہ سزا مرتد کو یعنی شکل کو بگاڑنے کی ممانعت سے پہلے دی گئی ہے۔ بعد میں صرف تلوار سے قتل کرنے کی سزا دی جاتی رہی ہے۔ جیسا کہ بہت ساری صحیح احادیث میں اس کا بار بار واضح طور پر ذکر آچکا ہے کتاب الدیات پر یہی حدیث ذکر کرنے کے بعد حضرت ابو قلابہ فرماتے ہیں :

”یعنی ان لوگوں عکل و عدینہ والوں نے جو کچھ کیا اس سے بڑھ کر کیا ہو سکتا ہے۔ انہوں نے ارتداد کا ارتکاب کیا، قتل کیا، چوری کی، خلاصہ یہ کہ حضرت ابو قلابہ کے نزدیک ان لوگوں کے تین جرم تھے۔ یعنی ارتداد و قتل، چوری، یعنی ڈاکہ زنی اور بغاوت کا یہاں پر کوئی تذکرہ نہیں فرما رہے ہیں بلکہ محاربہ سے مراد ارتداد لے رہے ہیں۔ اس حدیث کے اول میں اسی صفحہ پر زیادہ تصریح فرماتے ہوئے کہتے ہیں کہ : یعنی خدا کی قسم رسول اللہ ﷺ نے تین جرائم کے سوا کبھی کسی مجرم کو قتل نہیں کیا۔

(۱)......ایک جس آدمی نے قتل کیا ہو اور اسے اس کو قصاص میں قتل کیا جائے گا۔ (۲)...... شادی شدہ زانی۔ (۳)...... جس شخص نے اللہ تعالیٰ اور رسول اللہ ﷺ سے لڑائی مول لے لی ہو اور اسلام سے مرتد بن گیا ہو۔ رسول اللہ کی ہدایت حضرت انسؓ کی روایت اور حضرت ابو قلابہ بن عبداللہ ابن زید جرمی کی وضاحت اور امام بخاریؒ کی وضاحت سے یہ مسئلہ رابعۃ النہار کی طرح روشن ہو کر سامنے آیا کہ قرآن مجید کی آیت :”یحاربون اللہ ورسولہ “میں مرتد کی شرعی سزا بیان کی گئی ہے اور محارب سے مراد مرتد ہے۔ مفسرین حضرات اس آیت کریمہ کی تشریح میں دو جماعتوں پر مشتمل ہیں۔ ایک یہ کہ آیت محض مرتد کی سزا کے لئے نازل ہوئی ہے۔

(2)------دوسرے یہ کہ اس آیت کے مصداق مرتد اور ڈاکو دونوں ہیں اور اس آیت میں دونوں کا حکم بیان کیا ہوا ہے۔ لیکن کسی بھی مفسر نے اس سے مرتد کا حکم استنباط کرنے سے انکار نہیں کیا۔ یہی ہمارا مدعی ہے کہ اس آیت میں مرتد کا شرعی حکم بیان کیا ہوا ہے۔

محسن اسلام سیدنا فاروق اعظمؓ

مولانا محمد اسماعیل خیرپوری

۶ نبوی کا زمانہ ہے مسلمانوں کی تعداد تقریباً چالیس ہوگئی تھی جن میں سعد ابن ابی وقاصؓ، طلحہؓ زبیرؓ اور حضرت علیؓ جیسے بہادر اور دلیر بھی شامل تھے جن کی شجاعت نے مستقبل میں عظیم الشان کارنامے انجام دیئے اور غزوات وسرایا میں ان کی بلند ہمتی اور دلیری نے بے نظیر جوہر دکھائے مگر یہ حضرات اس وقت ایسے نہ تھے جن کی دھاک مکہ پر ہو اور پورا شہر جن سے مرعوب ہو یہ حیثیت صرف دو کو حاصل تھی۔ ایک عمر بن خطابؓ کو دوسرے ان کے ماموں ابو جہل بن ہشام کو مگر یہ دونوں اسلام کے مقابلے میں بہت سخت تھے۔ مسلمانوں کی تعداد اگرچہ چالیس کے لگ بھگ تھی مگر اسلام کو ابھی تک وہ شوکت وسطوت حاصل نہ تھی کہ مسلمان کھل کر اسلامی تعلیمات پر عمل پیرا ہو سکیں۔ عبادت بھی چھپ کر کی جاتی تھی۔ بعض ان میں ایسے بھی تھے کہ اسلام قبول کرنے کے باوجود اپنے اسلام کا اظہار نہ کر سکتے تھے۔ ان حالات میں ضرورت تھی کہ ایسا باصلاحیت جرنیل بہادر ہو جو محمد ﷺ کی غلامی کا طوق گلے میں ڈال کر اسلام کو قوت وشوکت بخشے، خود نبی ﷺ بھی اس کے منتظر تھے۔ آپ ﷺ کی نگاہ دوربین نے عمر بن خطاب کی شخصیت کو بھانپ لیا اور قلب مبارک کو عمر بن خطاب کے اسلام لانے کا انتظار تھا۔ آنحضرت ﷺ کا عمر بن خطاب کے لئے یوں مضطرب اور بے قرار ہونا جیسے کسی مشفق باپ کا قلب اپنے گمشدہ بیٹے کی تلاش کے لئے بے چین اور بے قرار رہتا ہے یہ بتاتا تھا کہ انسانی زندگی میں نبی ہو یا غیر نبی کوئی شخص خدائی منصب پر فائز نہیں ہو سکتا۔ انسان ہونے کی حیثیت سے بھی بڑے درجے کا انسان ہو یا چھوٹے درجے کا اللہ کے کاموں کی تکمیل کے سلسلے میں ہر انسان خدا کا محتاج ہوتا ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے انسان کامل ہونے کی حیثیت سے اور خدا کا ایک عاجز بندہ ہونے کی حیثیت سے اس سے مدد کی التجا کی۔ فاروق اعظمؓ کے ذریعے اسلام کی تبلیغ، اسلام کی سچائی، نشر واشاعت اور اسلام کی حقانیت اور فضیلت اور بزرگی کی تشہیر کے لئے خدا سے مدد مانگی، فاروق اعظمؓ کو مانگنے کی شکل میں دربار ایزدی میں ہاتھ دعا کے لئے اٹھائے: ”اللھم اعزالاسلام بعمر بن الخطاب او بعمرو بن ہشام “اے اللہ اسلام کو عزت عطا فرما عمر بن

خطاب کے ذریعے یا عمرو بن ہشام کے ذریعے۔ ان دو کو منتخب کرنے کی وجہ یہ تھی کہ تمام عرب کے سرداروں کے نزدیک بھی یہ دونوں اہم ترین آدمی تھے اور دونوں اہم منصب پر فائز تھے۔ قبائل عرب کا جو پارلیمنٹ ہاؤس تھا اس کے سپیکر کے منصب پر ہشام کا بیٹا عمرو تھا اور عمر بن خطابؓ غیر ملکی سفارت کے منصب پر فائز تھے۔ تمام قبائل عرب نے اپنی فراست کے زور پر ان دو آدمیوں کا انتخاب کیا۔ جو قبائل عرب کے ہاں اہم ترین آدمی تھے حضور ﷺ کی نگاہوں میں بھی اہم تھے۔

دعائے رسول اللہ ﷺ کی شان قبولیت

پھر یہی عمر بن خطاب تلوار لے کر گھر سے نکلے۔ تیور بدلے ہوئے تھے' ایک صحابی جن کا نام نعیم بن عبداللہؓ تھا پوچھا عمرؓ اس حالت میں کہاں کا ارادہ ہے؟ جواب دیا کہ اس شخص کا قصہ ختم کرنے جا رہا ہوں جس نے سارے عرب کو تنگ کر رکھا ہے۔ (نعوذ باللہ) اس صحابی نے کہا پہلے اپنے گھر کی تو خبر لو۔ تمہاری بہن اور بہنوئی دونوں مسلمان ہو چکے ہیں۔ عمر بن خطاب یہ طنز آمیز جملے کب برداشت کر سکتا تھا۔ ارادہ بدلا اور سیدھا بہن کے گھر پہنچا۔ غصے میں بھرا ہوا کنڈی کھٹکھٹائی' اندر بہن اور بہنوئی دونوں قرآن پڑھ رہے تھے۔ ایک صحابی رسول ان کو قرآن پڑھا رہے تھے۔ عمر بن خطاب کی آواز سنی تو بہن نے بھائی کے خوف سے قرآن کے اوراق چھپا لئے اور صحابی بھی اندر چھپ گئے مگر عمر بن خطاب تلاوت کی آواز سن چکے تھے۔ بہن نے دروازہ کھولا تو بھائی کے تیور بدلے ہوئے دیکھے۔ عمر بن خطاب نے پوچھا کیا پڑھ رہے تھے؟ بہن اور بہنوئی نے چھپانا چاہا' عمر بن خطاب نے سختی سے پوچھا' مجھے معلوم ہوا ہے کہ تم دونوں بے دین ہو گئے ہو یہ کہہ کر بہنوئی پر مارنے کے لئے جھپٹ پڑے' بہن شوہر کو چھڑانے کے لئے آگے ہوئی تو بہن پر برس پڑے اور لہولہان کر دیا۔ اب بہن کو جوش آگیا۔ فرمایا! عمرؓ ہم مسلمان ہو چکے ہیں قرآن پڑھ رہے تھے جو کچھ کرنا ہے کر لو۔ بہن کو خون آلود دیکھ کر اور اس کی جرات و استقلال کو دیکھ کر عمر پسیجے اور غصہ ٹھنڈا ہوا اور کہا دکھاؤ مجھے جو کچھ پڑھ رہے تھے۔ بہن نے کہا تم ناپاک ہو اور کافر ہو' قرآن کو ایسے ہاتھ نہیں لگا سکتے۔ پہلے غسل کرو پھر اس کو دیکھنے دوں گی۔ اب عمر بن خطاب کا غصہ ٹھنڈا ہو چکا تھا اصل حقیقت معلوم کرنے کا شوق اتنا بڑھ چکا تھا کہ بہن کے توہین آمیز کلمات برداشت کئے اور غسل کیا اب بہن نے قرآن سامنے رکھا: "سبح للہ مافی السمٰوت .... الخ۔ پارہ ۲۸ سورۃ حدید" جب اس آیت پر پہنچے: "آمنوا باللہ ورسولہ" کہ ایمان لاؤ اللہ اور اس کے رسول پر تو عمر کی زبان سے بے

اختیار نکلا: " اشھدان لاالہ الااللّٰہ واشھدان محمدا عبدہ ورسولہ "عمر بن خطاب اب فوراً نبی علیہ السلام کے دربار میں حاضر ہوئے۔ حضور علیہ السلام نے استقبال کیا اور دامن پکڑ کر فرمایا عمر کیا ارادہ ہے؟ابھی تک باز نہیں آئے؟ کب تک مخالفت کروگے؟ حضرت عمرؓ نے عرض کیا یارسول اللہ علیہ السلام اسلام کا دشمن آج اسلام کا سپاہی بن کر حاضر ہوا ہے۔ حضرت عمرؓ کے اسلام لانے کی خوشی میں حضور علیہ السلام اور تمام صحابہ کرامؓ نے نعرہ تکبیر بلند کیا اور یہ اسلام میں پہلا نعرہ تھا۔

حضرت عمرؓ کے اسلام لانے سے اسلام کا نیا دور شروع ہوا۔اب تک مسلمان نماز بھی چھپ کر ادا کرتے تھے۔ حرم میں نماز کی اجازت نہ تھی۔ حضرت عمرؓ نے پوچھا: "الست علی الحق یارسول اللّٰہ "اے اللہ کے رسول کیا آپ حق پر نہیں ہیں؟۔ آپ علیہ السلام نے فرمایا: " اناعلی الحق "میں حق پر ہوں۔ حضرت عمرؓ نے عرض کیا پھر یہ استخفاء کیوں؟ آج نماز حرم میں کھلے عام پڑھی جائے گی۔ چنانچہ صحابہ کرامؓ اور حضور علیہ السلام کو لے کر حرم میں آگئے اور تلوار ہاتھ میں لے کر کھڑے ہوگئے اور اعلان کیا آج عمرؓ اسلام لا چکا ہے اور نماز حرم میں ہوگی جس کو جرات ہو روک کر دکھائے۔ چنانچہ نماز ظہر حرم میں ادا کی گئی۔ اور یہ پہلی اعلانیہ نماز تھی جس کا اجراء عمر نے کیا اسی دن حضور علیہ السلام نے حضرت عمرؓ کو فاروق کا لقب عطا فرمایا۔ حضرت عمر نہ صرف یہ کہ خود اسلام لائے بلکہ دوسروں کو اسلام کی دعوت دی اور اپنی پوری زندگی اسلام کی تبلیغ اور اس کی نشرواشاعت میں صرف کی۔

ہجرت

جس طرح آپ کے اسلام لانے کا قصہ عجیب وغریب ہے ایسے ہی ہجرت بھی عجیب وغریب شان سے کی۔ چنانچہ حضرت علیؓ فرماتے ہیں کہ حضرت عمرؓ کے سوا میں نہیں جانتا کہ کسی مہاجر نے اعلانیہ ہجرت کی ہو۔ آپ نیزہ اور تلوار سے مسلح ہو کر بیت اللہ شریف میں تشریف لے گئے وہاں کعبہ کے نواح میں قریش کی جماعتیں موجود تھیں۔ حضرت عمرؓ نے بڑے وقار اور سکون سے بیت اللہ شریف کا طواف کیا اور آکر قریش کی جماعتوں کو پکار کر کہا میں مدینہ ہجرت کر کے جارہا ہوں۔ جس کو اپنے بچوں کو یتیم اور بیویوں کو بیوہ کرانے کا شوق ہو تو مکہ سے باہر آکر میرا مقابلہ کرے۔ حضرت علیؓ فرماتے ہیں کہ ایک آدمی بھی ان کے پیچھے مقابلے کے لئے نہیں گیا اور بڑے ٹھاٹھ سے ہجرت کر کے مدینہ پہنچ گئے۔

یوں تو حضرت عمر فاروق اعظمؓ کی ساری زندگی سیرت مقدسہ انسانیت کے لئے مینار رشد

وہدایت ہے مگر آپ کی سیرت مقدسہ کے جوہر اپنی تابانی اور لمعانی کے ساتھ آپ کے عہد خلافت میں کھلے۔اب ذرا آپ کی سیرت طیبہ من حیث الخلیفہ کے انوار و تجلیات ملاحظہ ہوں :

قرآن کریم کی تعلیم و تبلیغ

فاروق اعظمؓ کو قرآن کریم سے گہرا تعلق تھا۔ قرآن کریم کو کتابی شکل میں یکجا جمع کرنے کے لئے صدیق اکبرؓ کو انہوں نے تیار کیا۔ نماز تراویح کی تنظیم وترویج کے ذریعے قرآن کی بقاء و حفاظت کا ذریعہ بنے اور یوں مدینہ منورہ میں نماز تراویح کے لئے دو امام مقرر کئے۔ تمام صوبوں کے گورنروں اور فوجی حکام کو فرمان جاری کئے کہ وہ اپنے اپنے علاقوں میں نماز تراویح قائم کریں۔ چنانچہ ایک مرتبہ رمضان المبارک میں حضرت علیؓ تشریف لائے اور فرمایا اللہ عمرؓ کی قبر کو منور فرمائے جس نے ہماری مسجدوں کو منور کیا اور پوری مملکت میں قرآن کی تعلیم وتدریس کا اہتمام فرمایا۔ آپ اجلہ اور اعلم بالقرآن کو قرآن کی تعلیم کی خدمت پر مامور فرماتے۔ مثلاً حضرت معاذ بن جبلؓ حضرت ابوالدرداءؓ حضرت عبادہ بن صامتؓ کو ملک شام روانہ فرمایا اور صوبوں کے گورنروں اور فوجی حکام کو قرآن وسنت کی تعلیم کا حکم فرمایا پھر ہر سال آپ حفاظ قرآن کی فہرست طلب فرماتے۔ چنانچہ حضرت سعد بن ابی وقاصؓ نے اپنی فوج کے تین سو آدمیوں کے نام بھیجے اور حضرت ابو موسیٰ اشعریؓ نے بصرہ سے ایک سال میں دس ہزار حفاظ قرآن کریم کی فہرست بھیجی ۔اس پر حضرت عمرؓ خوش ہوئے اور ان کی تنخواہ میں اضافہ فرمایا۔

شدت علی الکفار

خلیفہ کا اصل منصب اقامت دین ہوتا ہے اور اس کا اولین فرض اپنے پیشرو رسول اللہ ﷺ کے دین کی حفاظت اور اس کی اشاعت و تبلیغ اور مقصد بعثت کی بقاء وترقی اور کلمۃ اللہ کا اعلاء اور کار نبوت کی تکمیل ہوتا ہے اور ان مقاصد عالیہ کی تحصیل و تکمیل کی راہ میں حائل اور متصادم عناصر اور اعدائے دین کی سرکوبی اور استیصال کے لئے شدت علی الکفار اور جہاد بالمشرکین کا فرض بھی انجام دینا پڑتا ہے اور یہ جوہر فاروق اعظمؓ میں بدرجہ اتم موجود تھا۔ کفار اور مشرکین اور منافقین کے مقابلے کے لئے ان کے دل میں شدت و غلظت کا بحر بے کراں موجزن تھا اور عہد رسالت میں بھی بار بار انہوں نے اس فطرت کا مظاہرہ فرمایا۔ خواص کر منافقین کے لئے تو ان کی شمشیر بے نیام رہتی تھی۔جب کبھی کسی منافق کی منافقت ظاہر

ہوتی تو فوراً عرض کرتے یا رسول اللہ ﷺ اجازت دیجئے میں اس کا سر قلم کر دوں۔ چنانچہ ایک منافق نے ایک یہودی کے ساتھ جھگڑے میں نبی ﷺ کا فیصلہ قبول نہ کیا تو حضرت عمرؓ نے اپنی تلوار سے اس کی گردن اڑادی اور ان کے عہد خلافت کا تو پورا زمانہ کفار و مشرکین اور مجوسیوں کی سر کوبی میں گذرا۔ قیصر وکسریٰ کا دیرینہ اقتدار اور پارینہ شوکت وسطوت کا خاتمہ کر دیا اور روم و فارس کی منظم و مستحکم سلطنتوں کا تختہ الٹ کر رکھ دیا اور آپ کے عہد خلافت میں تینوں براعظموں ایشاء' یورپ اور افریقہ میں فتح وظفر نے ان کے قدم چومے اور تائید غیبی اور نصرت الٰہی سے پوری دنیا میں اسلام کا پرچم لہرایا اور اللہ کا اپنے حبیب کبریا ﷺ سے کیا ہوا وعدہ : "لیظھرہ علی الدین کلہ" آپ کے ہاتھ پر پورا ہوا۔

مساوات

دراصل خلیفہ اور امیر میں رحمت علی المسلمین اور خدمت خلق کا کردار تب پیدا ہو سکتا ہے جب اس کے دل میں ایثار و قربانی مساوات اور عدم استیصال کا جذبہ موجزن ہو جب تک حاکم وراعی اپنے آپ کو محکوم رعیت سے بالاتر سمجھے گا اور ذاتی منفعت کے حصول سرگرداں رہے گا وہ عوام کی صحیح خدمت نہیں کر سکتا۔ حضرت عمرؓ کی رحمت علی المسلمین اور خدمت خلق کی بناء ان کے ذاتی عدم واستیصال اور مساوات پر تھی ان کے عام مسلمانوں کے ساتھ مساوات کا حال ملاحظہ ہو کہ آپ نے قحط کے زمانہ میں کبھی گیہوں' گھی اور گوشت نہ کھایا اور قسم کھائی تھی کہ جب تک عام لوگ آسودہ حال نہیں ہوں گے گھی اور گوشت کا استعمال نہیں کروں گا۔

ایک مرتبہ ایک اونٹ ذبح کر کے لوگوں کو کھلایا گیا۔ کوہان اور جگر کی کچھ بوٹیاں بھونی ہوئی حضرت عمرؓ کی خدمت میں پیش کی گئیں۔ آپ نے دیکھ کر پوچھا بھائی یہ کہاں سے آیا ہے لوگوں نے بتایا کہ آج جو اونٹ ذبح کیا گیا تھا اسی سے ہے۔ آپ نے فرمایا میں تو بہت بر اوالی ہوں کہ خود عمدہ گوشت کھاؤں اور لوگ ہڈیوں والا گوشت کھائیں یہ پیالہ اٹھاؤ اور میرے لئے کچھ اور لاؤ۔ چنانچہ آپ کے لئے روٹی اور زیتون کا روغن لایا گیا۔ اللہ اکبر چشم فلک نے کبھی یہ نظارہ دیکھا ہوگا کہ عوام کوہان اور جگر کے بہترین گوشت کھا رہے ہیں اور بادشاہ وقت زیتون کا روغن روٹی پر لگا کر کھائے۔

خلیفہ کا ذاتی زہد اور عدم استحصال

عوام کی صحیح خدمت تب ہو سکتی ہے جب حاکم اور امیر ذاتی مقاصد پرستش اور مفاد کو ترک کر دے۔ حضرت فاروق اعظمؓ خلافت کے ابتدائی ایام میں بیت المال سے ایک پائی بھی نہ لیتے تھے۔ آپ کا ذریعہ معاش تجارت تھا مگر جب خدمت خلق اور خلافت کے فرائض سرانجام دینے کی مشغولیت مانع ہوئی تو تجارت سے بہت ہی کم مقدار میں سرکاری خزانے سے خرچ وصول کرتے۔ فرماتے تھے گرمی اور سردی کے دو جوڑے اور اہل وعیال کے لئے اوسط درجے کا خرچ۔ حج اور عمرہ کے لئے سواری ہو اور بس۔ اب ذرا موازنہ کیجئے آج کے حکمرانوں کے اخراجات کے ساتھ آج ہمارے برسر اقتدار لوگ عجیب وغریب غیر ملکی دوروں پر لاکھوں روپے خرچ کر دیتے ہیں اور کوئی پرواہ تک نہیں ہوتی۔ اور فاروق اعظمؓ ایک اللہ کا فرض حج ادا کرنے کے لئے ایک سو اسی درہم یعنی چالیس پچاس روپے خرچ کرتے ہیں تو اس پر افسوس کرتے ہیں کہ ہم نے اسراف سے کام لیا اور اپنے اتنے بڑے کنبے کے لئے صرف دو درہم یومیہ لیتے تھے۔ اس سے آپ کے کھانے کا معیار بھی معلوم ہو سکتا ہے کہ کھانے کا یہ حال تھا کہ کوئی ادنیٰ شخص بھی بہ رغبت نہ کھا سکتا تھا۔ یہ آپ کے کھانے کا حال تھا اب ذرا لباس کا حال بھی ملاحظہ ہو۔ چھ مہینے کے لئے ایک جوڑا لیتے جب وہ پھٹ جاتا تو اس پے تہہ بہ تہہ پیوند لگاتے چلے جاتے۔ حضرت انس بن مالکؓ سے روایت ہے۔ وہ فرماتے ہیں میں نے امیر المومنین عمرؓ کو دیکھا ان کی قمیض پر کندھوں کے درمیان تین چار پیوند لگے ہوئے تھے اور ازار یعنی تہبند پر چودہ پیوند لگے ہوئے تھے۔ جب شام تشریف لے گئے تو یہی پیوند والا لباس زیب تن تھا مسلمانوں نے عرض کیا اے امیر المومنین کل شام میں رومی جرنیلوں سے ہماری ملاقات ہوگی آپ کی یہ حالت دیکھ کر وہ کیا کہیں گے۔ حضرت عمرؓ نے جو جواب دیا آب زر سے لکھنے کے قابل ہے: فرمایا ہمیں اللہ نے جو عزت دی ہے وہ اسلام کے صدقے دی ہے۔ نہ کہ لباس کے صدقے تو ہم اسلام کے علاوہ کسی اور چیز سے اپنی عزت کیوں بنائیں۔

معیار بدل گئے

اس وقت عزت کا معیار اسلام تھا آج اسلام سے ہمارا کوئی تعلق نہیں۔ اس لئے آج عزت کا معیار لباس بن گیا ہے آج ہماری عزت جو اقوام عالم میں ہے وہ سب کو معلوم ہے۔ خلیفہ عمرؓ کا ایک ہی جوڑا تھا

جب اس کو دھلاتے تو گھر سے باہر نہ نکل سکتے تھے مگر ان کی عظمت کا یہ حال تھا کہ شام 'روم 'ایران 'ان کی ہیبت سے لرزہ بر اندام تھے۔ ان کے سفراء دربار فاروقی میں آنے سے تھر تھر کانپتے تھے۔

احتساب

عوام کے حقوق اور ان کے مفاد کی حفاظت کے لئے صرف صدر مملکت کا ذاتی عدم استیصال اور اقرباء پروری سے اجتناب کافی نہیں بلکہ بر سر اقتدار افراد کا احتساب بھی ضروری ہے۔ اگر حکام اور عمال کی نگرانی نہ کی جائے اور ان کو اپنی من مانی کی کھلی چھٹی دے دی جائے اور ان کے کردار پر کڑی نگاہ نہ رکھی جائے تو رعیت کے حقوق و مفاد کا تحفظ نہیں ہو سکتا۔ حضرت عمرؓ اس اہم فرض سے غافل نہ تھے ان کا اپنے حکام و عمال سے شدید احتساب لینا تاریخ میں ضرب المثل بن گیا تھا۔ چند تمثیلات ملاحظہ ہوں :

(1)------آپ جس شخص کو کسی اہم منصب پر متعین کرتے تھے تو اسے حکم فرماتے : (۱) نفیس اور چھنے ہوئے آٹے کی روٹی نہ کھانا۔ (۲) باریک کپڑا نہ پہننا۔ (۳) اپنے دروازے کو کھلا رکھنا تاکہ ہر ضرورت مند شخص بلا تکلف اندر آسکے۔

(2)------اہل حمص سے معلوم ہوا کہ ان کے گورنر نے بالا خانہ بنوالیا ہے۔ آپ نے ایک قاصد روانہ کیا اور اسے حکم دیا کہ جب تو بالا خانے کے دروازے کے پاس پہنچے تو لکڑیاں جمع کر کے بالا خانے کو آگ لگا دینا۔ چنانچہ قاصد جب پہنچا تو بالا خانے کو آگ لگادی پھر گورنر کے پاس حضرت عمرؓ کا حکم لے کر گیا ابھی اس نے وہ خط پڑھ کر رکھا نہ تھا کہ قاصد اس کو سوار کر کے حضرت عمرؓ کے پاس لے آیا۔ آپ نے تحقیق کر کے حکم دیا کہ اسے تین دن دھوپ میں رکھو۔ تین دن کے بعد مقام حرۃ جہاں بیت المال کے اونٹ اور بکریاں چرا کرتے تھے بھیج دیا اور اس کے کپڑے اتروا کر بھیڑ اور بکریوں کے بالوں سے بنا ہوا ایک کرتہ پہنادیا اور حکم دیا کہ اونٹوں اور بکریوں کو پانی پلایا کرو؟ وہ پانی پلاتے پلاتے جب تھک گیا تو اسے واپس اس کے عہدے پر بحال کر دیا اور حکم دیا کہ آئندہ ایسا نہ کرنا۔

فاروق اعظمؓ کا اپنے حکام و عمال سے اسقدر شدید احتساب صرف عوام کی خیر خواہی کے لئے تھا۔ آپ کا مقصد یہ تھا کہ کسی ادنیٰ شخص پر بھی ظلم نہ ہو۔ کاش کہ ہمارے بر سر اقتدار لوگ فاروق اعظمؓ کی اس نورانی سیرت سے بصیرت حاصل کرتے۔ بعض مقتدر لوگ خود تو ظلم نہیں کرتے مگر ان کے ماتحت افسر لوگوں کا جینا دوبھر کر دیتے ہیں۔ حضرت فاروق اعظمؓ کی نگاہ میں ماتحت افسروں کا ظلم کرنا خود صاحب

اقتدار کا ظلم کرنا سمجھا جاتا تھا۔

شہادت

حضرت مغیرہ بن شعبہؓ کا ایک مجوسی غلام فیروز نامی جس کی کنیت ابولولو تھی ایک ذاتی پرخاش کی بناء پر ۲۷ ذی الحجہ کو صبح کی نماز میں مصلی نبوی پر زہر آلود خنجر کے متواتر چھ وار کئے جس سے حضرت عمرؓ زخمی ہوکر گر پڑے۔اور آپ کے حکم سے حضرت عبدالرحمٰن بن عوفؓ نے نماز مکمل کروائی۔اس مجوسی کتے نے باؤلے ہوکر تیرہ اور صحابہ کرامؓ کو بھی کاٹا جن میں نو حضرات شہید ہوگئے۔پھر اپنے آپ کو اسی خنجر سے ذبح کر کے خودکشی کرلی۔ حضرت عمرؓ زیادہ خون بہہ جانے کی وجہ سے بے ہوش ہوگئے آپ کو گھر لایا گیا۔چار دن اسی زخمی حالت میں رہے۔علاج معالجہ کیا گیا مگر کوئی دواء کارگر ثابت نہ ہوئی جو دوائی آپ کو دی جاتی تھی زخموں کے راستے باہر نکل آتی۔بالآخر یہ محسن اسلام و مسلمین چار دن ضروری وصایا اور ہدایات کے بعد یکم محرم الحرام ۲۴ ہجری کو اپنے اللہ کو پیارے ہوگئے۔اور اپنے محبوب ﷺ کے ساتھ گنبد خضریٰ میں میٹھی نیند سو رہے ہیں۔(اناللہ وانا الیہ راجعون)شہادت کے وقت آپ کی عمر ۶۳ سال تھی جیساکہ نبی اکرم ﷺ اور حضرت ابوبکرؓ کی۔آپ کی خلافت کا عرصہ دس سال چھ ماہ پانچ دن ہے۔

سیرت فاروق اعظم ایک مہر منیر ہے جس کی تابانی اور لمعانی سے دنیائے انسانیت جگمگا سکتی ہے۔

سیرت فاروق اعظم ایک بحر رحمت ہے جس سے پوری دنیا سیراب ہو سکتی ہے۔اللہ تعالیٰ تمام مسلمانوں کو سیدنا فاروق اعظمؓ کی سیرت طیبہ اور سنت پر عمل کرنے کی توفیق بخشے۔(آمین!)

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

قارئین توجہ فرمائیں

الحمدللہ! ماہ محرم الحرام ۱۴۲۱ھ اس شمارہ سے ماہنامہ لولاک کی نئی جلد شروع ہورہی ہے۔ قارئین لولاک کو نئی جلد کے آغاز پر مبارکباد پیش کی جاتی ہے۔ قارئین خریداران وایجنسی ہولڈر حضرات نے جس محبت سے پرچہ کے ساتھ تعاون فرمایا اس پر آپ سب ھدیہ تبریک کے مستحق ہیں۔امید ہے کہ آپ کا یہ مخلصانہ تعاون پرچہ سے جاری رہے گا۔ جن حضرات کی خریداری کی مدت ختم ہونے کی ان کو اطلاع ملے فوراً رقم بھیج کر ممنون فرمائیں۔

کہنے اور نہ کرنے کا نتیجہ

خطاب : مجاہد ملت حضرت مولانا محمد علی جالندھریؒ

نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

اما بعد پس احقر محمد عبداللہ عفی عنہ عرض گزار ہے کہ ۹، ۱۰ ذیلقعدہ ۱۳۶۷ھ بمقام پکالاڑاں (ریاست بہاولپور) میں ایک تبلیغی جلسہ منعقد ہوا۔ مبلغین حضرات میں سے عمدۃ المقررین قدوۃ الواعظین حضرت مولانا محمد علی جالندھری رحمۃ اللہ علیہ خاص طور پر قابل ذکر ہیں۔ آپ کی تقریر بیش بہا علمی ذخائر اور معارف پر مشتمل ہونے کے علاوہ پندو نصیحت کا ایک بہترین مرقع تھی جن لوگوں کو کبھی آپ کی تقریر سے محظوظ ہونے کا موقعہ ملا ہے وہ بخوبی جانتے ہیں کہ آپ کا اسلوب بیان نہایت ہی لطیف اور دلکش ہوتا ہے۔ الفاظ سادہ اور عام فہم مگر معنی خیز ہوتے ہیں۔ پکالاڑاں کے جلسہ میں اکثر سامعین غیر تعلیمیافتہ طبقہ کے لوگ تھے جو پنجابی یا اردو زبان سے زیادہ واقفیت نہیں رکھتے تھے۔ مگر باوجودیکہ آپ کی تقریر پنجابی میں تھی تاہم سلاست کلام کی وجہ سے عوام بھی بخوبی سمجھ رہے تھے۔ ہر خاص وعام نے آپ کی تقریر کو بے حد پسند کیا۔

بعد میں چند بزرگوں اور احباب کی طرف سے احقر کو آپ کی تقریر ضبط کرنے کی فرمائش ہوئی۔ تعمیل ناچار تھی قلم اٹھا کر لکھنا شروع کیا اصل تقریر جیسا کہ پہلے معروض ہو چکا ہے کہ پنجابی میں تھی الفاظ کا نقل کرنا متعذر تھا تاہم معانی کو ضبط کرنے کی پوری کوشش کی گئی ہے۔

بعض مواقع پر احقر نے اپنی طرف سے اضافہ کیا ہے۔ اضافہ کردہ عبارتوں کو بین القوسین لکھا گیا ہے۔

ہر کہ خواند طمع دعا دارم
زانکہ من بندہ گنہگارم

فقط والسلام

احقر محمد عبداللہ عفی عنہ

خطبہ مسنونہ کے بعد آپ نے ارشاد فرمایا !

سب سے بڑی دقت اس وقت مجھے یہ پیش آرہی ہے کہ میری زبان پنجابی ہے جسے تم بخوبی نہیں سمجھ سکتے اور تمہاری زبان ریاستی ہے جو میں نہیں بول سکتا۔ میں نے اس وقت چند ضروری باتیں تمہیں سمجھانی ہیں۔ آپ لوگوں کو سمجھنے کی کوشش کرنا چاہیے۔ جس طرح ایک مریض حکیم کے پاس جائے اس سے نسخہ لکھوائے یا پوچھ لے مگر ترکیب استعمال اور دوسری ضروری ہدایات پوری طرح سمجھ نہ لے تو وہ نسخہ اس کے لئے مفید نہیں ہو سکتا۔ بلکہ اندیشہ ہے کہ غلط استعمال کی وجہ سے کہیں نقصان نہ اٹھائے۔ اسی طرح اگر آپ میری گزارشات بخوبی سمجھ نہ لیں تو تمہارے لئے کار آمد اور نفع بخش نہ ہوں گی۔ فاقول وباللہ استعین

پہلی بات

حضرات ! پہلی بات جو میں نے تم لوگوں سے کہنی ہے وہ یہ ہے کہ جو بات زبان سے کہی جائے اسے کر دکھایا جائے۔ کچھ کہنا اور اسے نہ کرنا ہمت مردانہ کے لئے نازیبا اور بدنما داغ ہے۔ قرآن کریم اور حدیث شریف میں بھی اس کی کافی مذمت آئی ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں :

یاایھاالذین آمنولم تقولون مالا تفعلون . کبر مقتا" عنداللہ ان تقولو مالا تفعلون .

اے ایمان والو ! تم وہ باتیں کیوں کہتے ہو جو کرتے نہیں۔ اللہ تعالیٰ بڑے ناراض ہوتے ہیں کہ ' تم وہ باتیں کہو جو نہیں کرتے۔

حدیث شریف میں ہے کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا "کچھ لوگ دوزخ کی طرف جائیں گے اور دوزخیوں سے کہیں گے کس وجہ سے تم دوزخ میں گئے حالانکہ بخدا ہم تو اسی چیز کی وجہ سے بہشت میں داخل ہوئے ہیں جو ہم نے تم سے سیکھی تھی وہ (دوزخی) جواب دیں گے کہ ہم کہتے تھے مگر کرتے نہیں تھے۔"

حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔ جاننا دو قسم کا ہے۔ ایک یہ کہ اس جاننے کا اثر دل تک پہنچے یعنی اس پر عمل پیرا ہو۔ دوسرا یہ کہ فقط زبان تک محدود رہے یعنی صرف کہتا پھرے اور عمل نہ کرے۔ تو پہلی قسم سود مند اور دوسری مضر ہے۔

علم	چوں	بردل	زندیاری	شود
علم	چوں	برتن	زندماری	شود

کہنے اور نہ کرنے کا نتیجہ

حضرت امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ (جو حنفی سنیوں کے امام ہیں) کے پاس ایک بڑھیا اپنے لڑکے کو لے گئی اور عرض کی کہ حضرت میرا یہ لڑکا گڑ بہت کھاتا ہے آپ کوئی تعویذ دیجئے یا دم کیجئے کہ یہ گڑ زیادہ نہ کھایا کرے۔ امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ کل اپنے بچے کو لے آنا۔ وہ بڑھیا چلی گئی دوسرے روز پھر واپس گئی تو آپ نے لڑکے کے سر پر ہاتھ پھیرا اور فرمایا کہ بیٹا گڑ زیادہ مت کھایا کر۔ اس عورت نے دریافت کیا کہ حضرت جب آپ نے اتنا ہی کہنا تھا تو مجھے اس قدر تکلیف کیوں دی؟ کہ آج دوبارہ میل دو میل کا فاصلہ طے کر کے آئی۔ گرمی کا وقت ہے اب پھر جاؤں گی آپ نے جواب دیا کہ کل میں نے خود گڑ کھایا ہوا تھا تو اس بچے کو کیسے روک سکتا تھا۔

سوچنے کی بات ہے کہ امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے تو گڑ تھوڑا سا کھایا ہوگا اور بڑھیا کا مقصد بھی یہ نہ تھا کہ میرا بچہ بالکل یعنی تھوڑا سا بھی گڑ نہ کھائے۔ بلکہ وہ اس لئے تعویذ لینا یا دم کرانا چاہتی تھی کہ بہت نہ کھایا کرے لیکن چونکہ اس روز امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے یہ کام خود کیا ہوا تھا۔ دوسرے کو کہنا گوارہ نہ کیا۔

دوسرا قصہ حضرت امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کا ہے کہ آپ کسی راستہ پر جا رہے تھے تو آپ کے کان میں یہ آواز پہنچی کہ ایک شخص نے دوسرے سے پوچھا کہ یہ صاحب اللہ کا نیک بندہ کون ہے؟ تو اس نے جواب دیا کہ ارے تجھے یہ بھی معلوم نہیں ہے کہ یہ بزرگ کون ہیں یہ تو امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ ہیں جو ساری رات خدا کی یاد اور عبادت میں گزار دیتے ہیں۔ حضرت امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے یہ جملہ سنتے ہی دل میں خیال کیا کہ ابوحنیفہ لوگوں کا تیرے متعلق یہ گمان ہے کہ تو تمام رات عبادت میں گزارتا ہے لیکن تیرا حال یہ ہے کہ تو کچھ حصہ عبادت میں اور کچھ رات نیند میں کاٹتا ہے۔ اگر اللہ تعالیٰ قیامت کے روز اس بات کا تجھ سے سوال کریں کہ ابوحنیفہ جس طرح لوگ تجھے متقی پرہیزگار عابد اور نیک سمجھتے تھے تو اتنا عابد اور نیک کیوں نہیں تھا۔ تو میرے پاس کیا جواب ہوگا۔ بس اس کے بعد آپ نے چالیس سال تک رات کی عبادت ایسی شروع کی کہ آپ صبح کی نماز عشاء کے وضو سے ادا کرتے رہے۔

غور کرنے کا مقام ہے کہ امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ پر ساری رات کھڑے عبادت کرتے رہنا کوئی فرض تو نہیں تھا اور نہ ہی آپ نے لوگوں کو یہ کہا تھا کہ تم مجھے اس قدر عبادت گزار اور نیک سمجھو۔ آپ کو قائم اللیل گمان کرنا یہ لوگوں کی خوش اعتقادی تھی۔ کوئی کچھ کہتا پھرے' جو چاہے خیال کرے امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ پر کیا بوجھ۔ تو یہیں سے قیاس کیجئے کہ جو شخص دوسروں کو کسی نیک کام کرنے یا برائیوں سے روکنے کی تلقین کرے مگر وہ خود

اپنی کی ہوئی باتوں پر عمل پیرا نہ ہو' اس نے کہاں تک امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی تقلید اور پیروی کا حق ادا کیا؟ لوگ تو اس کے متعلق یہی سمجھیں گے کہ یہ خود بھی ایسا ہی ہوگا۔ جیسا بننے کی ہمیں نصیحت کرتا ہے اور حقیقت یہ ہے کہ وہ خود بد عمل بد کردار اور بد چلن ہے۔

ایک دفعہ میں کوئٹہ میں مقیم تھا وہاں میں نے حضرت صاحب امروٹی رحمۃ اللہ علیہ کا نام نامی اور ان کا تذکرہ سنا۔ ارادہ ہوا کہ جب جاؤں گا تو امروٹ سے ہوتے ہوئے جاؤں گا۔ چنانچہ واپسی کے وقت میں مقامی اسٹیشن پر اترا سامان کسی کے پاس رکھا اور پھر امروٹ شریف پہنچا کچھ وقت میں وہیں رہا۔ وہاں کی زبان سندھی تھی میں کسی قدر ملول خاطر ہوا اور ارادہ کیا کہ چلا جاؤں۔ ایک شخص شام کے قریب اسٹیشن جانے کو تیار ہوا میرا خیال ہوا کہ اس کے ساتھ چلا جاؤں وہ روانہ ہوا جس قدر وہ مجھ سے دور ہوتا گیا اتنا میرا دل جانے کی طرف کھنچتا گیا۔ بالا آخر وہ چلا گیا اس وقت میں حضرت صاحب کی خدمت میں بیٹھا تھا۔ آپ نے یکبارگی قطع کلام فرما کر میری طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا کہ مولوی صاحب اداس کیوں ہوتے ہو اپنا گھر سمجھو اور اطمینان سے رہو۔ بس اتنا فرمانا تھا کہ مجھے سکون اور اطمینان نصیب ہوگیا تو یہ حضرت صاحب کی کرامت تھی جو میرے ساتھ واقع ہوئی۔

ایک اور کرامت میں نے مولانا عبدالرزاق صاحب گھوٹوی کی زبانی سنی انہوں نے بیان کیا کہ حضرت صاحب کی خدمت میں ایک شخص انگریز حکومت کی سی آئی ڈی کا آیا۔ نماز کا وقت ہوا تو وہ پہلی صف میں آکھڑا ہوا۔ حضرت صاحب نے اسے فرمایا کہ تو پچھلی صف میں ہو جا۔ اس نے انکار کیا آپ نے دوبارہ فرمایا پھر ذرا اس نے تامل کیا سہ بار ذرا سختی سے فرمایا اس نے پھر بھی توقف کیا تو فرمایا میں کہہ جو رہا ہوں پیچھے ہو جا۔ نکال وہ خط جو تیری قمیض کے اندر جیب میں ہے' مجبوراً" اس کو نکالنا پڑا۔ حضرت صاحب نے وہ خط ہاتھ میں لے لیا اور فرمایا کہ انگریزی میں نے پڑھی تو نہیں ہے لیکن اب اگر تو کہے تو یہ خط پڑھ کر سناؤں؟۔ جب میں اللہ تعالیٰ سے دعا مانگتا ہوں تو جواب ملتا ہے کہ ان (انگریزوں) سے حکومت چھین تو لی جائے مگر پھر دیں کس کو؟۔

تو صاحبان ! میرا مطلب اصل ان الفاظ سے ہے جو ایک بزرگ کے زبانی معلوم ہوئے کہ تم میں کوئی ایسا شخص نہیں جو حکومت چلانے کی صلاحیت رکھتا ہو۔ یہ ہے نتیجہ تمہارے کہنے اور نہ کرنے کا۔

فطرت اولیٰ

میرے سامنے ایک ہندو حضرت صاحب کی خدمت میں آیا۔ حضرت صاحب کے ہاں اس کا آنا جانا

تھا۔ کافی دیر تک حضرت صاحب کی اس سے گفتگو ہوتی رہی۔ اثنائے گفتگو میں آپ نے حدیث کل مولود یولد علی الفطرۃ ثم ابواہ یہودانہ او ینصرانہ او یمجسانہ پڑھی میں نے سمجھا کہ بحث تو کوئی علمی ہے سندھی زبان کا مجھے کوئی پتہ نہ چلا بعد میں دریافت کرنے پر معلوم ہوا کہ اس ہندو سے مناظرہ ہو رہا تھا۔ اس نے اپنے مذہب کی حقانیت پر دلیل قائم کرتے ہوئے کہا کہ دیکھئے ہمارا مذہب سچا ہے عرف عام میں کہا جاتا ہے ہندو مسلم' تو ہندو کا نام پہلے ہے اور مسلمان کا نام بعد میں۔ حضرت صاحب نے حدیث شریف پڑھ کر جواب دیا نہیں ہر بچہ جب پیدا ہوتا ہے تو فطرت سلیمہ پر اور مسلمان ہوتا ہے۔ ہندو' سکھ' نصرانی یا یہودی بعد میں بنتا ہے جو مذہب اس کے ماں باپ کا ہوگا وہی اختیار کرے گا۔ بہر حال فطرت اولی اسلام ہی ہے اگر مشاہدہ کرنا ہو تو نوزائیدہ بچہ ہندو لے آؤ۔ میں تمہیں اس کے دل کی زبان سے کلمہ سناؤں یہ جواب سن کر وہ ہندو خاموش ہوگیا۔

تو مسلمانو ! وہ لوگ تھے جو کہتے وہ کر دکھاتے۔ یہی تو وجہ ہے کہ آپ نے یہ شان پائی اور اس مرتبہ پر فائز ہوئے۔

حضرات ! آپ لوگوں کو میری بات پوری طرح سمجھ آگئی کہ کہنا اور نہ کرنا عند اللہ بھی مورد غضب وعتاب بنتا ہے اور عند الناس بھی شرمندگی اور خجالت کا موجب بنتا ہے۔

نصرت الٰہی انسانی سعی پر نازل ہوتی ہے

دوسری بات یہ ہے کہ انسان ہر نیک کام میں جس قدر ہوسکے خود کوشش اور ہمت کرے۔ حتی الامکان پوری جانفشانی کرے آگے بھروسہ اور اعتماد اللہ پر ہو۔ اللہ تعالیٰ اس کی اعانت اور یاوری فرمائیں گے۔ اگر وہ خود بالکل ہی کام نہ کرے اور ہمت ہار کے بیٹھ جائے نہ ہاتھ ہلائے نہ پیر تو پھر نصرت الٰہی بھی شامل حال نہیں ہوتی اور وہ فائز المرام ہونے کی بجائے خائب وخاسر رہتا ہے چونکہ عادت الٰہی یونہی جاری ہے کہ کچھ دست عمل بڑھانے پر ہی نزول فتح وظفرمندی ہوتا ہے۔ ولن تجد لسنۃ اللہ تبدیلا. اگر کوئی کہے کہ اللہ میاں کی عادت ایسی کیوں ہے؟ تو ہم میں تو اتنی طاقت نہیں کہ اس پر اعتراض کرسکیں اگر مجال ہے تو تم خود پوچھ لو۔ اس بات کا ثبوت حدیث شریف میں تو بہت ملتا ہے (جس طرح کہ آگے آجائے گا) اور اجمالی طور پر قرآن مجید سے بھی اس کی دلیل ملتی ہے کہ جب حضرت یوسف علی نبینا وعلیہ السلام کو عزیز مصر کی بیوی کمروں کے اندر لے گئی اور دروازے سب بند ہوگئے تو اب حضرت یوسف علیہ السلام بالکل آخری کمرہ میں تھے دروازے سب

بند اور قرین قیاس یہی ہے کہ دروازے باہر سے نوکر یا نوکرانی نے بند کئے ہوں گے۔ ورنہ اندر کی طرف سے احتمال تھا کہ یوسف علیہ السلام خود کھول لیں اس صورت حال میں عزیز مصر کی عورت جو مکان والی اور آپ کی مالکہ ہے۔ اپنی طرف رغبت کے لئے کہتی ہے مگر حضرت یوسف علیہ السلام انکار کرتے اور بھاگتے ہوئے دروازے کا رخ کرتے ہیں۔ اب اگر دروازے حضرت یوسف علیہ السلام خود کھولتے اور پھر دوڑتے' زنجیر تو درکنار صرف کواڑہی کھولتے تو بھی چھٹا ساتواں دروازہ بجائے ماند زلیخا پہلے ہی پر پکڑلیتی۔ دروازوں کو بند دیکھ کر آپ بیٹھے رہتے تو بھی ہرگز نصرت الٰہی کا ساتھ نہ ہوتا۔ لیکن تین چار فٹ دوڑنے کی جگہ پہلے دروازے تک تھی' تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ یوسف اتنی کوشش تو کر' کہ تین چار فٹ تو بھاگ سکتا ہے۔ پس جو کچھ تجھ سے ہوسکتا ہے کر' آگے ہم تیرے مددگار و معاون ہیں۔ لہٰذا یوسف علیہ السلام نے پہلا قدم بھاگنے کو اٹھایا اور ادھر دروازہ کھل گیا پہلے سے دوسرے کی طرف قدم اٹھایا تو دوسرا خود بخود کھل گیا اس طرح آپ قدم اٹھاتے اور دروازہ کھلتا تھا۔

تو یہ ہے بقدر استطاعت کام خود کرنا آگے امداد الٰہی کا نازل ہونا۔ اجمالاً" یہی مدعا قصہ قوم موسیٰ وفرعون سے بھی ثابت ہوتا ہے کہ جب حضرت موسیٰ علیہ السلام نے فرعون کو دعوت توحید دی اور معجزات دکھائے تو وہ انکاری رہا' اور اس نے جواب دینے کی غرض سے بڑے بڑے قابل جادوگر اپنے ملک کے جمع کئے جب مقابلہ ہوا اور حضرت موسیٰ علیہ السلام کے خدائی معجزہ کے سامنے جادوگروں کا بس نہ چلا تو وہ سربسجود ہوگئے۔ اور ایمان لے آئے اب فرعون' موسیٰ علیہ السلام کا پہلے سے بھی زیادہ دشمن ہوگیا۔ اور ان اسلام لانے والوں کو کہنے لگا لاقطعن ایدیکم وار جلکم من خلاف ولاصلبنکم اجمعین۔ لیکن ان خدا کے سچے اور حقانی بندوں نے جواب دیا انا الی ربنا لمنقلبون بالا آخر فرعون ان کی اذیت کے درپے ہوگیا تو اس وقت موسیٰ علیہ السلام کا ساتھ دینے والی ایک مٹھی بھر جماعت تھی جس کو شکست فاش کا مزا چکھانا فرعون کے بائیں ہاتھ کا کھیل تھا۔ لیکن حسب توفیق موسیٰ علیہ السلام نے سعی کی آپ اپنی قوم کو لے کر بحر قلزم کی طرف دوڑے جب دریا کے کنارے پر پہنچے تو آگے اللہ تعالیٰ نے مدد فرمائی۔ بحر قلزم میں بارہ شاہراہیں پیدا کردیں' جن کے ذریعہ حضرت موسیٰ علیہ السلام بمعہ اپنے متبعین کے ظالموں کے پنجہ سے خلاصی پاگئے اور دریا کے پار چلے گئے۔

حدیث شریف میں ہے جس کو بخاری مسلم اور دیگر محدثین نے حضرت عبداللہ ابن مسعودؓ سے روایت کیا ہے کہ لوگ پیاسے ہورہے تھے سفر کا موقعہ تھا۔ تو صحابہ کرامؓ حضور اکرم ﷺ کی خدمت میں

حاضر ہوئے اور عرض کی حضرت ہمارے پاس پانی نہیں ہے۔ اب ہمیں نہ پینے کو کچھ ملتا ہے اور نہ وضو کرنے کو۔ حضور ﷺ نے فرمایا کہیں سے تھوڑا سا پانی تلاش کر لاؤ۔ صحابہ ؓ نے بہت تگ و دو کی اور آخر ایک برتن میں کچھ پانی جو چند قطروں سے زائد نہ تھا' لے آئے۔ آنحضرت ﷺ نے اپنا ہاتھ مبارک اس برتن میں رکھ دیا تو آپ کی انگلیوں مبارک سے چشموں کی طرح فوارے بہہ پڑے۔ سامعین کرام آپ کو غور کرنا چاہیے کہ یہ برکت تو حضور ﷺ کی انگلیوں ہی کی تھی۔ اور اگر وہ تھوڑا سا پانی میسر نہ ہوتا تب بھی یہ فوارے بہہ سکتے تھے لیکن چونکہ عادت الٰہی یونہی جاری ہے کہ کچھ کرنے پر ہی وہ برکت عطا کرتے ہیں۔ کاہلوں اور غافلوں سے تعاون نہیں فرماتے تو اس لئے بناء برتقاضائے عادت تھوڑا سا پانی دربار الٰہی میں پیش کیا گیا پھر حضور ﷺ نے ہاتھ مبارک اس میں رکھا تو وہ چند قطرے فوارے بن کر بہہ نکلے۔

ایک دوسرا قصہ ہے کہ صحابہ کرام ؓ حضور ﷺ کی معیت میں سفر کر رہے تھے کہ راستہ میں پانی ختم ہو گیا۔ شدت پیاس نے تنگ کیا تو بارگاہ نبوی میں درخواست گزاری۔ حضور ﷺ نے حضرت علی ؓ اور ایک دوسرے صحابی کو بلا کر فرمایا کہ جاؤ کہیں سے کچھ نہ کچھ پانی ضرور مہیا کر لاؤ۔ دونوں گئے پانی کی تلاش میں پھرتے رہے آخر کار ایک عورت دیکھی جو دو مشکیزے اونٹ پر اٹھائے ہوئے تھی۔ اسے حضور ﷺ کی خدمت میں لے آئے آپ ﷺ نے فرمایا کہ اس کو اونٹ سے نیچے اتار لو' اور کوئی برتن لے آؤ' برتن پیش کیا گیا۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ یہ لو پانی پیو بھی سہی اور اس ٹب سے مشکیں اور کوزے بھر لو۔ راوی بیان کرتے ہیں کہ ہم جتنے آدمی سخت پیاسے تھے ہم نے خوب پیا بھی اور مشکیں اور چھاگلیں بھی بھر لیں۔ اس کے بعد اس بڑھیا کی مشکوں کے منہ بند کر دیئے گئے تو وہ پہلے سے بھی زیادہ پر معلوم ہوتی تھیں۔ (واضح رہے کہ یہ کوئی غصب بھی نہیں تھا۔ کیونکہ بڑھیا تو اپنی مشکیں ویسی کی ویسی بھری ہوئی لے گئی)

اس موقعہ پر عادت الٰہی کا مظاہرہ ہوا ورنہ تو انبیاء علیہ السلام مستجاب الدعوات ہوتے ہیں۔ اگر حضور ﷺ ویسے دعا مانگ لیتے تو بھی دربار ایزدی سے اجابت کچھ بعید نہ تھی کیونکہ انبیاء علیہ السلام عادت الٰہی سے پوری طرح واقف کار ہوتے ہیں اس لئے وہ کچھ نہ کچھ اپنی کوشش اور اپنا سرمایہ ضرور پیش کرتے ہیں کہ پھر اس میں برکت ہو۔

ایک صحابی ؓ نقل کرتے ہیں کہ ایک موقعہ پر حضور ﷺ اور صحابہ کرام ؓ بھوک میں مبتلا تھے کئی روز سے کھانے کو کچھ بھی نہ ملا تھا۔ ایک صحابی ؓ اپنے گھر گئے اور پوچھا کچھ کھانے کو ہے بیوی نے جواب دیا کہ ایک ٹکڑا روٹی کا ہے وہ صحابی ؓ دربار نبوی ﷺ میں حاضر ہوا اور عرض کی حضرت تشریف لے چلیں کچھ

کھانے کو ہے۔ حضور ﷺ نے صحابہ رضی اللہ عنہ کو بھی ساتھ کر لیا اور تشریف لے گئے۔ جب اس صحابی رضی اللہ عنہ نے ایک جماعت کثیر تعداد دیکھی تو اسے کچھ فکر ہوئی گھر جا کر بیوی سے حال بیان کیا تو اس نے کہا اگر تو نے تمام کو دعوت نہیں دی بلکہ حضور ﷺ اپنی مرضی سے لے آئے ہیں تو آپ ﷺ انہیں دعوت بھی کھلائیں گے، کچھ فکر نہ کرو۔ الغرض وہ داعی روٹی کا ٹکڑا لے آیا۔ حضور ﷺ نے فرمایا کہ کوئی تھال لے آؤ، وہ لے گیا آپ ﷺ نے روٹی کو اس میں توڑ موڑ کر اوپر کپڑا ڈال دیا اور فرمایا کہ دس دس آدمیوں کی ٹولیاں بن کر کپڑے کے نیچے سے کھاتے رہو۔ چنانچہ اس طرح سب آدمی کھانا کھا کر سیر ہو گئے اور طشت میں روٹی ویسے پڑی تھی۔ تو اگر حضور ﷺ خالی برتن رکھ کر دعا فرماتے تو اس میں منجانب اللہ روٹی موجود ہو جاتا کچھ مستبعد نہیں تھا۔ لیکن جو کچھ کاروائی ہوئی وہ یہ تھی کہ اپنی کوشش کرو اور پھر وہ پوری کرے گا۔

جنگ احزاب جس کا دوسرا نام غزوہ خندق ہے اس میں بھی یہی چیز پیش آئی۔ ہزار افراد نے تین دن فاقہ میں کاٹے پیٹ پر پتھر باندھ کر خندق کھودتے رہے۔ حضور ﷺ نے دو پتھر باندھے ہوئے تھے اور پھر جب حضرت جابر رضی اللہ عنہ نے دعوت کی حضور ﷺ بمعہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم تشریف لے گئے۔ آٹے اور دیگچہ میں لعاب مبارک ڈال دیا اور فرمایا دیگچہ چولہے پر رہے اور آٹا پکتا رہے ادھر ایک ہزار فوجی تین دن کے فاقہ کشوں نے کھانا شروع کیا سب شکم سیر ہو گئے لیکن پرات ویسے آٹے سے پر اور دیگچہ ویسے گوشت سے بھرا ہوا۔

الغرض جس طرح ایک شخص نے کسی افسر منصف، جج یا مجسٹریٹ سے کوئی کام کروانا ہو تو وہ کسی کو سفارشی ٹھہرائے گا وہ سفارش کرنے والا چونکہ اس افسر کے مزاج سے باخبر ہے وہ کہے گا۔ اس معاملہ کے لئے نہ اس سے دفتر میں ملنا مناسب ہے اور نہ ہی سڑک پر یعنی راستہ میں۔ بلکہ وہ جب شام کو ٹینس کھیلنے کے لئے کلب گھر آئے گا تب اس سے ذکر کرے گا۔ اب یقینی بات ہے کہ اگر وہ دفتر میں یا مکان پر جا کر مل لے تو آخر گہرا دوست ہے کام کر ہی دے گا لیکن وہ کھیل کے وقت کو وسیلہ مقرر کرتا ہے جو کہ مزاج میں فرحت اور انبساط کا وقت ہے۔ یہی سلوک باہمی انبیاء علیہ السلام اور اللہ تعالیٰ کا ہے کہ انبیاء علیہ السلام بھی عادت اللہ سے واقف ہوتے ہیں اور اپنی کوشش کا سرمایہ پیش کر کے نتیجہ میں کامیاب رہتے ہیں یہی تو وجہ ہے کہ جنگ کے موقعہ پر ویسے بھی ممکن نہ تھا کہ اللہ تعالیٰ کفار کے دلوں کو جنگ کی طرف مائل ہی نہ کرتے تو جس طرح دوسرے رؤسائے مشرکین جنگ کرنا نہ چاہتے تھے ابوجہل بھی منحرف ہو جاتا لیکن اللہ تعالیٰ لشکر کفار کو میدان میں لے آئے۔ اور پھر حضور ﷺ کو بھی حکم فرمایا کہ تم سے جو جماعت ہو سکے میدان میں لے کر آجاؤ اگرچہ ہتھیار نہ بھی ہوں۔ سواری ایک بھی مہیا نہ ہو تاہم پاپیادہ وہ چھڑیاں لے کر آجاؤ۔ آؤ ضرور آگے دیکھنا ہم تمہاری کیا مدد

لڑتے ہیں۔ چنانچہ یہی ہوا کہ بدر کے مقام پر تین سو تیرہ کا جان فروش سپاہیوں کا لشکر جس کے کل دو گھوڑے اور چند اونٹ تھے پہنچا وادی بدر کی دوسری طرف کافروں کی فرودگاہ تھی اتفاق ایسا ہوا کہ مسلمان ریتے میں آگئے اور کفار میدان میں۔ مسلمانوں کے پاس پانی نہیں تھا اور کفار کنوؤں اور چشموں پر قابض تھے لیکن امداد الٰہی نے حق پرستوں کا ساتھ دیا بارش ہوگئی۔ کفار دلدل اور کیچڑ میں پھنس گئے اور مسلمانوں کی فرودگاہ ریتلی زمین جم گئی۔ جنگ شروع ہوئی تو اللہ تعالیٰ نے فرشتوں کی جماعت نازل فرمائی کہ پھر تلواریں صحابہ کرام ﷺ کی تھیں اور چلانے والے کوئی اور تھے کفار کو شکست فاش ہوئی ان کے ستر آدمی مارے گئے اور ستر گرفتار ہوئے۔

اس مقام پر ایک اور بات قابل غور ہے کہ جب اللہ تعالیٰ کا مقصد کفار کو اندھا کرنا ہی تھا تو ویسے بھی کرسکتے تھے۔ لیکن عادت کے موافق کاروائی ہوئی کہ نبی ﷺ نے ایک مٹھی کنکریوں کی کفار کے لشکر میں پھینکی جس میں آگے اللہ تعالیٰ نے یہ تاثیر پیدا کردی کہ سب اندھے ہوگئے۔

پس اے مسلمانو! چاہیے کہ جو کچھ تم سے ہوسکے کر دکھاؤ پھر دیکھو کیسے امداد الٰہی تمہاری معین ومددگار بنتی ہے۔ اگر کچھ بھی کام نہ کرو گے تو خسر الدنیا والاخرہ . کا مصداق بنو گے۔ آپ نے میری دوسری بات مفصل طور پر سمجھ لی ہوگی۔

تیسری بات

واضح رہے کہ کافر اور مشرک خواہ وہ ہندو ہوں یا سکھ' نصاریٰ ہوں یا یہودی' پارسی ہوں یا انگریزی' وہ سب اس دین کے منکر ہیں جس کو تم اپنا دین حق مانتے ہو۔ انہوں نے یہ کلمہ نہیں پڑھا ایک خدا کی خدائی کا آپ کی طرح اقرار نہیں کیا۔ اس کے پیغمبروں' فرشتوں اور اس کی طرف سے احکام کے نازل ہونے کے آپ کی طرح معترف نہیں ہوئے۔ وہ تو الہ کی الوہیت' رب العالمین کی ربوبیت' مالک یوم الدین کی مالکیت کو مانتے ہی نہیں۔ مگر اے مسلمانو! تم تمام ان صفات والے اللہ کو مانتے "کلمہ لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ" پڑھتے' یوم قیامت کو تسلیم کرتے' قرآن مجید پہلی کتب سماویہ' ملائکہ اور انبیاء علیہ السلام کو برحق جانتے ہو۔ پس بنابراں تم گویا اپنے اور خویش ہو اور کافر بمنزلہ بیگانہ اور اجنبی کے ہیں۔ تم دیکھ سکتے ہو کہ ایک شخص کے عزائم میں اگر اس کا نوکر کوتاہی برتے تو اس کی تقصیر ادب پر مالک کو وہ دکھ نہیں پہنچتا جو کہ اسے اپنے عزیز فرزند کے ایک بالکل معمولی گستاخانہ سلوک سے ہوتا ہے۔ اگر نوکر یا غلام غلطی کرلے تو اس سے درگزر بھی کیا جاسکتا ہے لیکن اپنے برخوردار کی غلطی کو معاف نہیں کیا جاسکتا جب وہ اپنا اور عزیز ہے تو اس سے یہ فعل کیوں صادر ہو؟

لہٰذا اس کو تمبیہاً" سزا بھی دی جائے گی زبان سے نصیحت بھی کی جائے گی الغرض ہر ممکن طریقہ سے اس کی اصلاح کی جائے گی۔ اسی پر قیاس کر لیجئے۔ حال مومن و مشرک کا اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں۔

اے مسلمان ! تو نے میری اطاعت کا دم بھرا ہے تو مجھے 'معبود برحق' مالک رحمان رحیم' جبار مختار سمجھتا ہے۔ میرا بندہ کہلاتا ہے پھر تو کیوں میرے احکام کی تعمیل نہیں کرتا اور مناہی سے نہیں رکتا؟ لہٰذا تو اگر امتثال امر میں تقصیر برتے گا تو تجھے دنیا میں تمبیہاً" سزائیں بھی دیں گے قسم و قسم کی تکالیف میں بھی مبتلا کریں گے۔

ولنبلونكم بشيىء من الخوف والجوع ونقص من الاموال والانفس والثمرات .

اور البتہ ضرور ہم تمہیں خوف' بھوک' مال جان اور میوؤں کی کمی میں مبتلا کر کے تمہارا امتحان لیں گے۔

کافر تو باغی ہے وہ میرا بندہ کہلایا ہی نہیں' وہ بیگانہ رہا اس سے بیگانوں جیسا سلوک کریں گے اس نے جرائم پیشہ کا شیوہ اختیار کیا اس کو ہم ڈھیل دیں گے۔

سنستدرجهم من حيث لا يعلمون واملى لهم ان كيدى متين .

ہم انہیں ڈھیل دیں گے جہاں سے کہ ان کو پتہ بھی نہ چلے گا۔ اور میں آپ کو مہلت دوں گا یقیناً" میری تدبیر بڑی محکم ہے۔

وہ اسی چند روزہ دنیوی عیش و عشرت کو مقصود بالذات بنائے ہوئے ہیں۔ حالانکہ حقیقت تو یہ ہے کہ ہر کام کی میعاد معین ہے کافروں کے عذاب کی میعاد بھی مقرر ہے جب وقت آجائے گا تو عذاب ٹلنے نہیں پائے گا۔

تم ان دنیوی حکومتوں میں دیکھتے ہو کہ جس ملزم کی قید تھوڑی ہو اس کو مشقت انتہائی سخت اور ناقابل برداشت دی جاتی ہے۔ جس نے زیادہ دن اپنی زندگی کے جیل میں گزارنے ہوں اس سے تخفیف کر دی جاتی ہے عمر قید کیلئے تکلیف زیادہ نہیں ہوتی اور جس نے چند گھنٹوں کے بعد تختہ دار پر لٹکنا ہو اس کے لئے بہترین غذا اور میوہ جات کھانے' بہترین لباس پہننے اور ہر قسم کے عیش لوٹنے کی اجازت ہوتی ہے۔ سیاسی قیدیوں کو عمدہ کھانے اعلیٰ بسترے' کمرے اور ہر قسم کے اسباب عیش و عشرت مہیا کر دیئے جاتے ہیں لیکن حقیقت یہ ہے کہ وہ سیاسی لیڈر اپنے کام سے رکا ہوا ہے اس کے دل کی خواہش پوری نہیں ہو رہی۔ تختہ دار والے کے چند لمحات

زندگی کے باقی ہیں اور پھر ہمیشہ کے لئے وہ ان دنیوی معیشات سے محروم ہو جائے گا۔ بزرگو اور دوستو ! تم بھی اسی طرح سمجھ لو کہ کافر نے تو مرنے کے بعد خدائی جیل خانہ میں چلے جانا ہے اس کی عیش و عشرت تو صرف اسی چند روزہ زندگی تک محدود ہے۔

ان جھنم کانت مرصادا للطغین مابا لابثین فیھا احقابا ۔

بے شک جہنم سرکشوں کی تاک میں اور ان کے لئے ٹھکانا ہے۔ وہ اس میں (لاانتہاء) ٹھریں گے۔

تم اپنے آپ کو کفار نابکار پر قیاس مت کرو۔ حاضرین کرام ! مجھے یہ بتاؤ کہ اگر کافر ہندو اور سکھ ظلم اور ستم کریں وہ رشوت خور اور سود خور بنیں۔ وہ حرام کا مال کھائیں وہ غنڈہ پن اور دوسرے جرائم کا ارتکاب کریں اور پھر تم بھی انہیں کارہائے بد سے اپنے اعمال نامے سیاہ کرو تو تم میں اور کافروں میں فرق کس بات کا رہا؟ وہ تو اللہ تعالیٰ کے بیگانے بنے ہوئے ہیں ان پر گرفت نہ ہو تو بھی کیا تم اللہ والے بنے ہوئے ہو؟ تمہیں مورد عتاب بننا ہے۔ ذرا سوچو اور غور کرو۔ کہلائیں مسلمان' محمدی' اور پھر کریں چوری' زنا' کھائیں حرام' رشوت اور بیاج' ماریں ڈاکے' لوٹیں مال۔

ہندوستان میں ہندوؤں اور سکھوں نے غریب نہتے مسلمانوں پر بے پناہ مظالم ڈھا کر انہیں بے خانماں کردیا۔ ہزاروں کی تعداد میں مسلمان کنواری عورتیں اغوا کی گئیں۔ اور لاکھوں آدمیوں کو نام لیوائے اسلام ہونے کے جرم میں بے سروسامان' دھن دولت دوسرے کے حوالے کرکے اپنے معصوم بچوں کو چیختے چلاتے نیزوں کے بھالوں پر اچھلتے' اعزا و اقربا کو گولیوں کا نشانہ بنتے ہوئے دیکھ کر اپنے وطن مالوف کو خیرباد کہنا پڑا۔ یہاں انتقامی جذبات میں آکر تم نے وہی کام شروع کردیا۔ کیا تم مجھے ایک آدمی بتا سکتے ہو۔ جس نے ہندو یا سکھ کا مال اس غرض سے لوٹا کہ جب کوئی میرا مسلمان بھائی مشرقی پنجاب یا دہلی سے لٹ لٹا کر آئے گا تو اس کے حوالے کردوں گا۔ یا تم کسی ایک شخص کو نامزد کرسکتے ہو۔ جس نے اگر ہندو یا سکھ عورت اٹھائی تو اس نیت سے کہ اس کی حفاظت کروں گا۔ اور مال اس خیال سے اٹھایا کہ جب کوئی مسلمان مہاجر بے خانماں ہو کر آئے گا تو اسے سونپ دوں گا۔ کہ یہ لو تمہاری امانت تھی سنبھال لو کیا تم نے پاکستان کے نام پر وہ نہیں کیا جو نہ کرنا تھا اور وہ کیا' تم نے جو کچھ نہیں کرنا تھا؟ نہیں اور یقیناً" نہیں۔

خطا فکری پر نصرت الٰہی کا رک جانا

تمہیں معلوم نہیں؟ کہ جنگ احد کے موقعہ پر جس وقت حضور ﷺ اپنے سات سو سپاہیوں کا لشکر لے کر احد کے مقام پر پہنچے تو حضور ﷺ نے پچاس آدمی تیرانداز پہاڑی کے ایک درہ پر تعینات فرمائے۔ اور حکم دیا

کہ تم یہیں رہنا' ہمیں فتح ہو یا شکست تم ہماری امداد کو مت آؤ لیکن جب جنگ شروع ہوئی اور مسلمانوں کو فتح ہوئی تو انہوں نے مال غنیمت جمع کرنا شروع کیا تو جب درہ کے پہرے داروں نے دیکھا کہ فتح ہو چکی ہے اور کفار میدان چھوڑ کر جا چکے ہیں تو وہ بھی اپنی جگہ چھوڑ کر آگئے۔ کفار نے جب درہ کو خالی اور مسلمانوں کی توجہ کو دوسری طرف دیکھا تو موقعہ کو غنیمت سمجھے اور مسلمانوں کے عقب پر آن گرے۔ لڑائی کا رنگ پلٹ گیا۔ مسلمانوں کی فتح شکست میں بدل گئی ستر صحابی شہید ہوئے۔ حضور ﷺ کے دو دانت مبارک شہید ہوئے آپ ﷺ کی پیشانی لہولہان ہوگئی۔ تو دیکھ لیا تم نے یہ ہے نتیجہ حضور ﷺ کے حکم کی تعمیل نہ کرنے کا۔ مسلمانوں کے لئے مال سمیٹنا اور جمع کرنا کچھ ممنوع تو نہیں تھا۔ بلکہ جائز تھا لیکن ان پچاس تیر اندازوں کے لئے رکاوٹ تھی وہ کسی اور کام پر مقرر ہوئے تھے۔ مگر جب امتثال امر میں ان سے غلطی ہوگئی تو یہ سب کچھ جو سن چکے ہو' ہوا۔ مسلمانو ! انہوں نے غلط فہمی کی بناء پر ارشاد نبوی ﷺ کے خلاف کام کیا۔ اور تم جو دیدہ دانستہ فرمان نبوی ﷺ کو پس پشت ڈال کر جو مرضی آتی ہے کر گزرتے ہو کیا تمہیں کچھ خطر نہیں؟ کیا تم اس ذات گرامی عزیز و قہار خدا کی گرفت سے بھاگ سکتے ہو؟

حضرت فاروق اعظم ؓ کی خلافت کا زمانہ تھا۔ ایک سپاہ سالار فوج کو لے کر گیا۔ کفار کے کسی شہر کا محاصرہ کیا۔ ڈیڑھ مہینہ تک محاصرہ رہا۔ مگر فتح نہ ہوئی فاروق اعظم ؓ نے کمانڈر کو خط لکھا کہ میرے کان فتح وظفر مندی کی خوشخبری سننے کے منتظر ہیں کیا وجہ ہے کہ شہر فتح نہیں ہو رہا؟ تم میں سے کسی نے سنت نبوی ﷺ کو ترک کیا ہوگا۔ اس وجہ سے ابھی تک کامیابی نہیں ہو رہی۔ مکتوب پہنچا تو سپہ سالار نے فوج کو جمع کر کے خط سنایا۔ پھر سب نے توبہ کی اور بارگاہ ایزدی میں بخشش کی درخواست کی دوسرے دن مقابلہ ہوا اور فتح نے مسلمانوں کے قدم چومے تو غور کیجئے کہ ایک سنت کے ترک کرنے کا یہ اثر ہوا آج ہم لوگ جو سنتیں و مستحبات بجائے ماند' فرائض اور واجبات کو ترک کئے ہوئے ہیں ہم سے کیا سلوک الٰہی ہوگا۔ ضرورت ہے کہ ہم اپنی پچھلی بداعمالیوں سے تائب ہو جائیں اور آئندہ کے لئے اللہ تعالیٰ سے وعدہ کرلیں کہ ہمارا ہر قول و عمل شریعت مطہرہ کے مطابق ہوگا۔ ہر مسلمان کو پنجگانہ نماز ادا کرنی چاہیے۔ صاحب نصاب حضرات زکوٰۃ ادا کیا کریں۔ حرام خوری' زنا' چوری اور تمام دوسرے قبائح سے احتراز کیا کریں۔ مسلمانو ! واقعات ہمیں متنبہ کر رہے ہیں' حالات ہمیں وارننگ دے رہے ہیں۔ وقت ہے خدا کا خوف کرو۔

غور کرو کہ اگر تم شادی کرو اور اس وقت کوئی قریبی ناراض ہو اور شریک شادی نہ ہو تو اس کو راضی کر کے شریک شادی کرنے میں کتنی کوشش کرتے ہو۔ اور پھر تم بتاؤ کہ ہر ممکن کوشش سے منت سماجت کر کے

سفارش کے ذریعہ اس کو مناؤ گے یا شادی کے موقعہ کو نظر انداز کرو گے؟ کوئی اور موقع لے لو تم اپنے کسی عزیز مقرب کی ناراضگی کو برداشت نہیں کرسکتے تو حیف ہے تم پر کہ شادی یا غمی کے موقعہ پر چند حرکات شنیعہ مذمومہ کے مرتکب ہو کر حضور ﷺ کو ناراض کردیا ویسے آپ ﷺ کے احکام کی خلاف ورزی کرکے اس ذات گرامی کو ناراض رکھو اور کبھی اس کو راضی کرنے کی فکر نہ کرو۔

تقسیم ہند کا قصہ

حضرات! ان تین باتوں کے ذہن نشین کرانے کے بعد ایک اور چیز تمہارے سامنے پیش کرتا ہوں وہ یہ ہے کہ ہمارے اس ملک کا نام پاکستان ہے۔ جس طرح دو دکان دار بھائیوں کی ایک دکان ایک نام سے مشہور ہو۔ پھر اگر وہ بانٹ لیں تو الگ ہونے والا بھائی اپنی دکان کا نام تجویز کرے گا۔ مثلاً ” دکان پہلے اگر ”صادق سٹور“ کے نام سے مشہور تھی تو صادق کا بھائی امین اپنے حصے کا نام ”امین سٹور“ رکھ دے گا۔ اسی طرح سمجھ لیجئے کہ پندرہ اگست ۱۹۴۷ء سے پہلے ہمارے اس ملک کا نام ہندوستان تھا۔ تاریخ مذکورہ کو یہ ملک بٹ گیا۔ مسلمانوں نے اپنا حصہ الگ کرالیا۔ لہٰذا نام انہیں منتخب کرنا پڑا چنانچہ یہ حصہ ”پاکستان“ کے مبارک نام سے موسوم ہوا۔ تم لوگوں کو معلوم ہے کہ تقسیم سے پہلے ہم لوگ (احرار اور جمعیت علماء) والے بٹوارے کو اچھا نہیں سمجھتے تھے۔ فائدہ تقسیم ہونے یا نہ ہونے میں تھا۔ اس مسئلہ کو اب میں چھیڑنا ہی نہیں چاہتا۔ بہرحال ہماری رائے اس کے خلاف تھی۔ لیکن ہماری خلاف مرضی تقسیم ہوگئی اور ہمارا حصہ بھی اس جدا کئے ہوئے حصے ”پاکستان“ میں آگیا۔ اب ہمیں اس کے تحفظ اور اس کی ترقی کے لئے ہر ممکن کوشش کرنی ہوگی۔ مثلاً ” یوں سمجھئے کہ آٹھ بھائی ہوں جو ایک جائداد اور مالیت میں حصہ دار ہوں ان میں سے چار ایک ماں کی اولاد اور چار دوسری ماں سے ہوں۔ اب ایک ماں کے تین لڑکے چاہیں کہ جائداد تقسیم ہوجائے وہ سگے بھائی الگ ہوں اور ہم الگ۔ ان تینوں کا چوتھا سگا بھائی دوسرے چاروں کی طرح بانٹنے کی مخالفت کرتا ہے لیکن ان تینوں کی مرضی کے مطابق تقسیم ہوجائے اب جس وقت چار چار سگے بھائی الگ ہوگئے تو اس چوتھے کا حصہ بھی اس کے تین بھائیوں کے ساتھ ہوگا۔ قبل از تقسیم وہ ان سے اختلاف رائے رکھتا تھا لیکن اب وہ تمام اس اختلاف اور نزاع کو ختم کرکے ان تینوں کے دوش بدوش کام کرے گا۔ اور جائداد میں برابر کا حصہ دار ٹھہرے گا۔ یہ نہیں کہ دوسرے چاروں کے پاس جاکر رہے گا اور ان کی دکان یا سٹور کی حفاظت کرے گا۔ اس طرح قیاس کرلو کہ ملک ہندوستان میں دو قسم کے لوگ بستے تھے ایک مسلمان اور دوسرے ہندو اور سکھ۔ مسلمانوں میں سے اکثر کا

حصہ اس طرف تھا کہ ملک تقسیم ہو جائے ہم اپنا الگ راج قائم کریں گے۔ آپ حضرات کے نعرہ اور وعدہ کے مطابق اپنا قرآنی اور شرعی نظام چلائیں گے کہ مشترکہ حکومت میں ہمارے حقوق کا تحفظ مشکل ہے۔ ہمارا مذہب، ہمارا کلچر، ہمارا تمدن، سب مقید ہو جائیں گے۔ کیونکہ ہم اقلیت میں ہیں اور اکثریت کا اقلیت پر غلبہ ہوتا ہے۔ اور بعض کہتے تھے کہ مشترکہ حکومت میں ہی نقصان تو ضرور ہے یوں کہنا کہ وہ شریک دکان خائن تو ضرور ہے مگر بصورت دیگر زیادہ تر نقصان کا اندیشہ ہے۔ ہندو بھی تقسیم نہ ہونے کے خواہاں تھے لیکن بالا آخر تقسیم ہوگئی۔ اب ہم لوگ اس پاکستان کے رہنے والے ہیں ہمیں اس کی ترقی کے لئے پوری جدوجہد کرنا ہے۔ شاید بعض میرے ہم خیال لوگ اب بھی غلط فہمی میں ہوں اور پاکستان کی حمایت سے پیچھے ہٹے رہیں۔ میں کہہ رہا ہوں اور بار بار کہہ رہا ہوں کہ پاکستان کی امداد و اعانت کو اپنا فریضہ سمجھو اور جس طرح بھی ہوسکے اس کو خوشحال بنانے اور عروج دینے کے لئے کوشاں بنو۔

میرے اور میری جماعت کے متعلق اب یہ ہرگز خیال نہ کرنا کہ ہم اب بھی پاکستان کے مخالف ہیں۔ ارے ہم نے تو جب اغیار شریک کار تھے اس وقت بھی محض اپنے ملک کی آزادی کے لئے حکومت سے ٹکر کھائی اور اپنی زندگی کے حسین لمحات جیل خانوں میں گزارے اور قسم و قسم کی مصیبتیں جھیلیں۔

جنگ آزادی میں علماء کی قربانی

۱۸۵۷ء کی جنگ آزادی جسے بعض نافہم لوگ ”غدر“ کے نام سے تعبیر کرتے ہیں جب اس میں انگریز گورنمنٹ فتح یاب ہوئی تو چالیس پھانسیاں دلی میں لٹکا دی گئیں اور وہ علماء فاضل جن میں سے کسی ایک کی نظیر بھی آج دنیا میں نہیں ملتی۔ ان پھانسیوں پر لٹکائے گئے اور جب ان کی ارواح طیبہ تختہ ہائے دار پر اپنے قفوس عنصری سے پرواز کر گئیں تو ان کی لاشوں کو وہیں لٹکا ہوا چھوڑ دیا گیا تاکہ کوے گدھیں اور چیلیں وہیں ان کے گوشت کو نوچ لیں۔

ایک بہت بڑے لیڈر کی زبانی سنا کہ اس موقعہ پر عوام مجاہدین کے لئے الگ الگ پھانسیاں لٹکائی گئی تھیں۔ پنجاب کے ایک شہر لدھیانہ میں دوسو پھانسیاں لٹکائی گئیں اور کئی روز تک جنگ آزادی لڑنے والوں کو موت کے گھاٹ اتارا جاتا رہا۔

یوپی میں ایک شخص پچاس گاؤں کا مالک تھا۔ شریک جنگ آزادی ہونے کی وجہ سے انگریزوں نے سب گاؤں ان سے چھین لئے وہ شخص شیخ الاسلام حضرت مولانا حسین احمد مدنی رحمۃ اللہ علیہ کے دادا تھے۔ یہ تو فقط ملک

کی آزادی کے لئے تھا۔ پہلے ہمارے اکابر میدان عمل میں آئے پھر جب وقت آیا تو ہم نے حسب استطاعت اپنی خدمات پیش کیں اب تو ہم نے وطن کے علاوہ اپنے مذہب اور اپنے قرآن اپنے ایمان کی حفاظت کرنا ہے۔ تو کیا اب ہم پیچھے ہٹ جائیں گے؟ نہیں نہیں۔ ہم آج پاکستان کی خاطر جان نثار کرنے اور سر کٹوانے کو تیار ہیں۔ ہماری جماعت اس بارہ میں کسی دوسری جماعت سے پیچھے نہ رہے گی بلکہ پیش پیش ہے اور انشاء اللہ تعالیٰ پیش پیش رہے گی۔ میں بہانگ دہل کہہ رہا ہوں کہ اگر اس وقت وہی ہندوستان والے خدانخواستہ پاکستان پر حملہ کرنے کا ارادہ ظاہر کریں تو ہم ان کے خلاف سردھڑ کی بازی لگادیں گے۔

ایک شخص جب اپنے بھائی کا شریک تھا اور کھیتی باڑی' کاشتکاری میں پوری جانفشانی سے کام کرتا تھا تو کیا پھر وہ الگ ہو جانے کے بعد محنت نہیں کرے گا۔ جانوروں وغیرہ سے کھیت کو بچانے کے لئے کچھ کوشش نہیں کرے گا۔ ضرورت ہوگی تو رات کو پہرہ نہیں دے گا؟ یقیناً" کرے گا۔ اور یہ سب کچھ پہلے کی نسبت زیادہ محنت سے کرے گا۔ یا یوں سمجھئے کہ دو شخص دکان میں شریک تھے جب ایک ساتھی مال خریدنے کے لئے کسی بڑے شہر یا مارکیٹ کو جاتا ہے تو ٹکٹ تھرڈ کلاس کا لیتا ہے روٹیاں میٹھی گھر سے تیار کرا کر لے جاتا ہے۔ اسٹیشن پر اتر کر شہر میں پیدل پہنچتا ہے مگر جب دوسرا حصہ دار جاتا ہے تو ٹکٹ انٹر یا سیکنڈ کلاس کا لیتا ہے۔ کھانا ہوٹل پر کھاتا ہے۔ شہر میں تانگہ سے پہنچتا ہے ویسے بھی شام کو دکان بند کرنے کا وقت آتا ہے تو روپیہ دو روپے سینما شو کے ٹکٹ کے' دودھ پینے کے اٹھا لیتا ہے۔ تو کیا تقسیم ہو جانے کے بعد جو کام محنت سے کرتا تھا اور خرچ کم کرتا تھا اب زیادہ محنت اور کم سے کم خرچ نہ کرے گا؟ البتہ اشتراک دکان کے وقت جس کو بدعادتیں تھیں اب بھی ممکن ہے کہ دکان کو نقصان پہنچائے کیونکہ عادت کا چھوڑنا مشکل ہوگا۔ اس طرح ملک کے خیر خواہ اب پہلے سے زیادہ وفادار ہونے اور ملک کے بدخواہ جو دنیاوی لالچ کی وجہ سے بیرونی حکومت سے مل کر ملک کو نقصان پہنچاتے ہیں۔ ان سے اب بھی اندیشہ ہو سکتا ہے۔

کیا ہم اب اپنا ہر ممکن تحفظ نہ کریں گے؟ کریں گے اور حتی المقدور اپنا دفاع مضبوط سے مضبوط تر بنائیں گے۔ الغرض میں نے تم لوگوں پر واضح کر دیا کہ پاکستان کی حمایت ہمارا فرض ہے۔ اگر تمہارا ملک پاکستان محفوظ تو تم بھی محفوظ۔ تمہاری جائدادیں' تمہارا مذہب' تمہارا قرآن اور تمہارا راج سب کچھ محفوظ۔ ورنہ تم خود مٹ جاؤ گے۔ تمہاری جائدادوں پر اور لوگ قابض ہوں گے۔ تمہارے مذہب کا نام لیوا کوئی نہ ہوگا۔ تمہارا قرآن عربی زبان کا ورق کہن ہو کر رہ جائے گا۔ اور پھر تمہارے راج کا تصور تک نہ ہو سکے گا۔

اس کے بعد وہ چیز جو تمہاری اس جدوجہد اور تمہارے اس ارادہ میں روڑہ اٹکانے والی ہے اس کو

بھی سمجھ لیجئے۔ وہ چیز تمہاری تفرقہ بازی اور مذہبی' غیر مذہبی' ذاتی' اختلاف ہے دوسری قسم کے اختلاف کا قبیح ہونا اظہر من الشمس ہے باقی رہی پہلی قسم تو اولا" میں تمہارے سامنے متقدمین کے محققانہ اختلاف پر روشنی ڈالنے کی کوشش کروں گا۔ اور اس کے بعد آج کل کے اختلافات کی حقیقت اور ان کے بارے میں احکام واضح کروں گا۔

متقدمین کے باہمی اختلاف کی نوعیت

تمہارے اسلاف میں مسائل کا اختلاف ہوا کرتا تھا۔ مگر ایک دوسرے کے احترام میں باہمی میل جول کو ایک دوسرے کی تعظیم وتوقیر میں ہرگز فرق نہ آتا تھا۔

ایک دفعہ حضرت امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ حضرت امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کے مزار پر گئے۔ قریب ہی دو رکعت نماز پڑھی تو آپ نے رفع یدین نہ کیا فارغ ہونے کے بعد ایک شاگرد نے عرض کی۔ حضرت آپ تو رفع یدین کے قائل ہیں آپ نے کیوں نہیں کیا؟ فرمایا "اجلا لا لصاحب ھذا القبر "یعنی امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کے مزار کی طرف اشارہ کرکے کہا کہ "اس قبر والے کی تعظیم کرتے ہوئے۔"

میاں میر رحمۃ اللہ علیہ جن کا مزار لاہور میں ہے آپ کے ہم عصر ایک اور بزرگ تھے۔ ایک کی عادت تھی کہ ان کی خدمت میں جو کچھ نذرانہ پیش کیا جاتا وہ لے لیتے۔ اور دوسرے بزرگ کو جو کچھ دیا جاتا وہ ہرگز نہ لیتے لوگوں نے پہلے بزرگ سے سوال کیا کہ حضرت اس کی کیا وجہ ہے کہ آپ کو جو کچھ دیا جاتا ہے لے لیتے ہیں اور فلاں بزرگ کچھ بھی نہیں لیتے۔ آپ نے جواب دیا کہ میں ہوں بمنزلہ روڑی کے جہاں جو بھی آجائے ڈال دیا جاتا ہے۔ روڑی کو انکار کا حق نہیں تو میرے پاس جو کچھ آتا ہے قبول کرلیتا ہوں۔ اور وہ بزرگ ہیں سفید چادر کی طرح جس پر ایک تھوڑا سا دھبہ بھی پڑ جائے تو اس کو بدنما بنادے سفید چادر کو اعتراض کا حق ضرور ہے لہٰذا وہ کچھ منظور نہیں فرماتے۔ دوسرے بزرگ سے دریافت کیا گیا کہ آپ کچھ بھی نہیں لیتے اور فلاں بزرگ سب کچھ لیتے ہیں۔ انہوں نے جواب میں فرمایا کہ میں اس گڑھے کے پانی کی مانند جو برسات کے بعد کسی جانور کے زمین میں پاؤں دھنس جانے کے بعد بن جاتا ہے تو اس کو بالکل تھوڑی سی نجاست بھی پلید کردیتی ہے۔ اس وجہ سے میں کچھ لینے سے احتراز کرتا ہوں اور وہ بزرگ ہیں مثل سمندر کے ہیں۔ سمندر میں جو پلیدی بھی جائے کچھ مضر نہیں وہ پانی کو ناپاک نہیں کرتی بلکہ خود نیست ونابود ہوجاتی ہے۔

شیخ شہاب الدین سہروردی رحمۃ اللہ علیہ اپنے عقیدت مندوں کو شیخ محی الدین ابن العربی رحمۃ اللہ علیہ کے پاس جانے

سے منع فرماتے تھے۔ ایک دفعہ اتفاق ہوا کہ دونوں بزرگوں نے کچھ فاصلے سے ایک دوسرے کو دیکھ لیا۔ بعد میں شیخ الاکبر رحمۃ اللہ علیہ سے لوگوں نے پوچھا کہ شیخ سہروردی رحمۃ اللہ علیہ کیسے ہیں؟ جواب دیا السنته من الراس الی القدم ۔ سر سے پاؤں تک سنت نبوی ہیں۔ جب شیخ الاکبر فوت ہو گئے تو شیخ سہروردی رحمۃ اللہ علیہ سے سوال کیا گیا کہ شیخ الاکبر رحمۃ اللہ علیہ کیسے تھے؟ فرمایا بحر الحقائق لا ساحل له ۔ یعنی حقیقت معرفت کا دریائے ناپید کنار تھے۔ عرض کی گئی تو پھر آپ ان کے پاس جانے سے کیوں روکتے تھے؟ فرمایا یہی تو وجہ ہے؟ کہ تم دریائے معرفت کے تیراک نہ تھے شناوری نہ جاننے والے کو دریا میں جانے سے روکا ہی جاتا ہے؟

حضرات ! یہ تھا اختلاف تمہارے اسلاف کا۔ اور آج کل ایک حنفی مولوی ممبر پر چڑھتا ہے تو کہتا ہے کہ تقلید نہ کرنے والا کافر' ایک اہل حدیث سٹیج پر آتا ہے تو کہتا ہے کہ حنفی بے ایمان بدعتی' ایک شیعہ اٹھتا ہے تو سنیوں کو اہل بیت کا مخالف ٹھہراتا ہے بے ایمان اور کافر بتلاتا ہے۔ پھر ایک سنی اٹھتا ہے تو شیعوں کو یاران رسول کا دشمن ثابت کرتا ہوا کافر بنانے کی کوشش کرتا ہے' بریلوی دیوبندیوں کو وہابی منکر رسول' مخالف بزرگان بنانے کا وظیفہ ورد زبان کئے ہوئے ہیں اور بعض دیوبندی کہتے ہیں کہ بریلوی مشرک' بدعتی اور بد عقیدہ ہیں۔

کیا تمہارے اسلاف نے تمہیں یہی تعلیم دی ہے۔ تمہیں آج سے نوے سال پہلے کا واقعہ سناؤں کہ جنگ آزادی جس کا ابھی میں نے ذکر کیا ہے کا واقعہ ہے کہ جنگ ہو رہی تھی۔ دہلی میں ایک عالم تھے انہوں نے فتویٰ دیا کہ مسلمانو یہ جہاد نہیں ہے اس میں مت شریک ہونا۔ حرام موت نہ مرو۔ بالا آخر جب انگریزوں کو فتح ہوئی ۔ تو ایک انگریز افسر آپ کے مکان پر پہنچا دروازے پر دستک دی آپ باہر تشریف لائے۔ اس نے ایک پروانہ گورنمنٹ کی طرف سے لکھا ہوا آپ کے ہاتھ میں دیدیا۔ اور کہا لیجئے۔ سرکار آپ پر بڑی خوش ہے۔ کیونکہ آپ نے فتویٰ سرکار کے موقف میں دیا۔ اس نے خوش ہو کر آپ کو اسی گاؤں عنایت کئے ہیں۔ آپ نے پوچھا اچھا سرکار میرے اوپر خوش ہے؟ بولا ہاں جی سرکار بہت راضی ہے۔ پھر آپ نے وہ کاغذ پرزے پرزے کر کے نالی میں پھینک دیا اور فرمایا کہ میں نے فتویٰ انگریز کی خاطر نہیں دیا تھا میں نے مسئلہ یہی حق سمجھا تھا اور حق سمجھ کر یہ اعلان کیا۔ فاعتبروا یا اولی الابصار. اسلاف کا حال دیکھو اور پھر غور کرو کہ تم لوگ کس قدر اپنے بزرگوں کے رویہ سے منحرف ہو۔ میں نے حکیم الامت حضرت مولانا اشرف علی تھانوی صاحب سے سنا۔ فرمایا کہ مولوی احمد رضا خان صاحب نے ہمارے کفر کا فتویٰ اگر ضد کی بنا پر دیا ہے تب تو معاملہ اللہ تعالیٰ کے سپرد ہے وہی احکم الحاکمین ہیں اور اگر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت کے جوش میں آ کر یہ سمجھ بیٹھے ہیں کہ ہم لوگ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی بلند شان اور اولیا کرام کے حق میں گستاخی اور بے ادبی برتتے ہیں۔ تو اگرچہ فی الحقیقت یہ

ان کا زعم باطل اور وہم محض ہے تاہم انہیں ثواب ہوگا۔ عنداللہ ماجور ہوں گے۔

ضرورت اتحاد

مسلمانو ! ذرا سوچو اور فکر کرو وقت کی پکار پر کان دھرو۔ حالات کے مقتضاء پر غور کرو سوچو کہ اس وقت کس چیز کی ضرورت ہے؟ تمہارا فریضہ کیا ہے؟ تمہارا نصب العین کیا ہونا چاہیے؟ اور تمہیں کیا کرنا چاہیے؟۔ اس وقت ضرورت ہے اتحاد واتفاق کی۔ قوم کے بکھرے ہوئے افراد جمع ہو جائیں۔ تالی دو ہاتھ سے بجتی ہے۔ جماعتیں منظم ہو جائیں۔ صوفی وہابی' شیعہ سنی' سب اختلافات سے بر طرف ہو کر ملا جلا کام کریں۔ مرزائی تو تم سے الگ تھلگ ہیں انہوں نے اپنا نبی بھی ایک اور کذاب بنالیا ہے۔ ختم نبوت اور دیگر ضروریات دین کے منکر ہوئے۔ وہ تو نام لیوایان محمد ﷺ کی فہرست میں شامل ہی نہیں تم ہو ایک پیغمبر اور ایک قرآن کو ماننے والے۔ میں تم سے اپیل کروں گا کہ اپنے پیغمبر کے نقش قدم پر چل کر دنیا اور آخرت میں سرخرو ہو جاؤ۔ اب میں تمہیں بتاؤں کہ آج کل کے مولویانہ اختلاف کی اصلیت کیا ہے۔ مولانا گل شیر صاحب کیمبلپوری ؒ کے ان جیسا جامع خصال حمیدہ ہماری جماعت کو ان کے بعد ملا ہی نہیں۔ آپ کی ظاہری وباطنی صلاحیت کے متعلق میں کیا بیان کروں سادہ مزاج اس قدر تھے کہ جاتے کہیں جلسہ پر اور جب کھانے کا وقت آتا تو منتظمین جلسہ ان کو مسجدوں میں ڈھونڈتے پھرتے۔ اور جب تقریر کی باری آتی تو پہلے اسٹیج پر موجود ہوتے۔ آتے جماعت کے اجلاس پر تو نہ چائے کے وقت موجود نہ کھانے میں۔ اور اجلاس میں دیکھتے تو سب سے پہلے حاضر۔ عالم اور مقرر اس پایہ کے تھے کہ جب تقریر کرنے ممبر پر آتے معارف کا وہ ترشح ہوتا کہ حاضرین کی گردنیں تن جاتی۔ آپ کے معرکۃ الارا اور ولولہ انگیز خطابات سے روء ساء امراء اٹھتے اور اراکین حکومت لرزہ براندم ہوتے۔

تفرقہ بازی میں انگریز کی چال

آپ نے ایک بار مجھے قصہ سنایا۔ کہ کیمبلپور میں ایک مولوی صاحب دیوبند سے فارغ ہو کر آئے نا تجربہ کار تھے۔ ایک دفعہ ڈپٹی کمشنر نے ان کو بلایا اور کہا مولوی صاحب دیکھو ہمارے ہاں کس قدر قبر پرستی شرک بدعت اور رسوم جاہلانہ عروج پر ہیں۔ میرے لئے بڑی خوشی کا باعث ہے کہ آپ ایک بہت بڑی دینی درسگاہ سے فارغ ہو کر آئے ہیں۔ اللہ تعالیٰ آپ کو دین کی خدمت کا موقعہ دیں۔ آپ کے فارغ ہو کر آنے سے

میری کچھ توقعات بندھ گئی ہیں۔ ضرورت ہے کہ آپ تبلیغ فرمایا کریں۔ بدعات مروجہ اور رسوم واہیہ کی تردید ہو۔ ان مولوی صاحب نے سمجھا کہ یہ شخص بڑا صاحب درد ہے۔ اسلامی حمیت اور غیرت رکھتا ہے۔ اچھا ہوا کہ ایک افسر عہدے دار میرا معاون نکل آیا۔ اب میں اچھی طرح سے اپنے مقصد میں کامیاب ہوسکوں گا۔ مولوی صاحب نے وعظ کہنا شروع کردیا۔ پرجوش دھواں دار تقریر کرتے۔ اہل بدعت کی خوب گت بناتے ان کے مقابل ایک دوسرے مولوی صاحب اس علاقہ میں تھے۔ انہوں نے اس کے خلاف آواز بلند کی۔ بڑے زور شور سے وعظ تبلیغ کرکے اس کے دلائل کو غلط ثابت کرتے۔ اپنے مسلک کو حق ٹھہرانے کی کوشش کرتے۔ اور یہ ہوتا رہا۔ کچھ دنوں کے بعد دیوبندی مولوی صاحب ڈپٹی کمشنر سے ملنے گئے۔ ڈپٹی کمشنر صاحب نے بڑے تپاک سے مولوی صاحب کا خیر مقدم کیا۔ پھر سارا حال سنا اور بولے کہ مولانا اہل باطل یونہی مخالفت کیا کرتے ہیں آپ ان کی پرواہ نہ کیجئے۔ اور استقامت سے اپنا کام کئے چلیں۔ جب مولوی صاحب واپس جانے لگے تو ڈپٹی کمشنر نے یہ کہہ کر کہ آپ لوگ دین کے خادم ہیں۔ آپ کی خدمت کرنا ہمارا فرض ہے۔ ۳۰ روپے ہاتھ میں پکڑا دیئے مولوی صاحب نے خوشی خوشی لے لئے اور گھر واپس آگئے۔

کام جاری رہا کچھ دنوں کے بعد جب وہ اپنے مقابل بریلوی مولوی سے تنگ آگئے تو انہوں نے خیال کیا کہ ڈی سی میرا دوست ہے۔ اس سے کہہ کر اس بدعتی مولوی کی بیخ کنی کرا دوں گا۔ اس ارادہ سے ایک روز، علی الصباح ڈی سی کی کوٹھی پر پہنچے۔ نوکر کے ذریعہ صاحب کو کہلوا بھیجا۔ جواب آیا آپ فلاں کمرہ میں تشریف رکھیں میں آتا ہوں مولوی صاحب کمرہ میں چلے گئے۔ صاحب کے لئے منتظر بیٹھے تھے کہ سامنے برآمدہ میں اپنے مخالف مولوی کو ٹہلتے ہوئے دیکھا یہ مولوی صاحب اس کی طرف آگے بڑھے اور پوچھا کہ کیسے آنا ہوا؟ اس نے کہا کہ بس کسی کام کے لئے آیا ہوں۔ مولوی صاحب نے بار بار پوچھا لیکن جواب واضح نہ ملا۔ سمجھ گئے کہ اس کا کوئی دنیوی کام تو ہے نہیں ورنہ بتا دیتے حرج ہی کیا تھا۔ پھر قسم کھا کر کہا کہ آپ بھی آنے کا مقصد ظاہر کریں میں بھی بتا دوں گا۔ تب دوسرے مولوی صاحب نے جواب دیا۔ یہ صاحب بہادر بڑے نیک اور صاحبدل آدمی ہیں۔ میرے ہم خیال بریلوی اور ہم عقیدہ ہیں۔ ایک دن انہوں نے مجھے بلاکر فرمایا کہ دیکھئے آج کل وہابیوں کا بڑا زور ہورہا ہے۔ یہ بڑے بداعتقاد بے ایمان ہیں۔ ضرورت ہے کہ ابھی سے ان کا استحصال کیا جائے ورنہ تو پھر مشکل ہوجائے گی۔ لہٰذا اب میں ان کی امداد اور اعانت سے کام کررہا ہوں۔ پھر انہوں نے اپنا حال بھی سنایا کہ مولوی جی یہی کام تو ڈپٹی کمشنر مجھ سے بھی لے رہا ہے۔ مجھے اہل حق بناکر اور آپ کو صوفی بناکر۔ اصل مقصود اس کا تفرق ڈالنا ہے۔ بس اب میں اس کی چالاکی بھانپ گیا۔ اچھا السلام علیکم میں اس بے ایمان کو

بقیہ صفحہ 64 پر

دینی معلومات

مولانا محمد طیب فاروقی

سوال: رحمت دو عالم ﷺ کی پیدائش کا وقت، دن، سن اور مقام کیا ہے۔

جواب: بعد از صبح صادق، پیر کے دن، 9 ربیع الاول، سن 1 عام الفیل، 20 اپریل 571ء مکہ مکرمہ۔

(سیرت الرسول ص 4، رحمۃ العالمین ص 43 ج 1، سیرت النبی ص 109 ج 1)

سوال: رحمت دو عالم ﷺ کے مشہور دو نام کیا ہیں اور کس نے رکھے۔

جواب: مشہور نام محمد ﷺ اور احمد ﷺ ہیں۔ محمد رحمت دو عالم کے دادا عبدالمطلب نے رکھا اور احمد آپ کی والدہ محترمہ نے ایک فرشتہ سے بشارت پاکر رکھا۔

(بخاری و مسلم ص 261 ج 2 رحمۃ العالمین ص 42 ج 1، سیرت النبی ص 110 ج 1)

سوال: رحمت عالم ﷺ کے والد گرامی اور والدہ محترمہ کا نام بتلائیں۔

جواب: والد گرامی کا نام عبداللہ بن عبدالمطلب بن ہاشم۔ والدہ محترمہ کا نام آمنہ بنت وھب ابو دویب بن مناف۔

(رحمۃ اللعالمین ص 42 ج 1، تاریخ اسلام ص 34، نور الیقین ص 6، سیرت النبی ص 104 ج 1)

سوال: رحمت دو عالم ﷺ کے دادا اور نانا کے نام کیا ہیں۔

جواب: دادا کا نام عبدالمطلب بن ہاشم۔ نانا کا نام وھب بن مناف بن زہرہ۔

(سیرت الرسول ص 4، سیرت النبی ص 108 ج 1، رحمۃ اللعالمین ص 43، تاریخ اسلام ص 34 ج 1)

سوال: رحمت دو عالم ﷺ کی دادی مکرمہ اور نانی مکرمہ کا نام کیا ہیں۔

جواب: دادی کا نام فاطمہ اور نانی کا نام برہ تھا۔ (تذکرہ الرسول عربی ص 15)

سوال: رحمت دو عالم ﷺ کے اور بھی حقیقی بہن بھائی تھے۔

جواب: رحمت دو عالم ﷺ اپنے والدین کے اکلوتے فرزند ارجمند تھے۔ (رحمۃ اللعالمین ص 44 ج 1)

تبرکات اکابر

ادارہ

حضرت مولانا شمس الحق افغانیؒ کا والا نامہ

چنیوٹ ختم نبوت کانفرنس میں شرکت کے لئے آپ سے استدعا کی گئی۔ آپ نے مجلس تحفظ ختم نبوت کے رہنما حضرت مولانا محمد شریف جالندھریؒ کو جواب میں ذیل کا والا نامہ تحریر فرمایا:

مبسملاً وحامداً ومصلیاً ۷۸۶

شمس الحق افغانی
وزیر معارف ریاست قلات

مورخہ ۲۰ دسمبر ۱۹۷۵ء
شاہی کیمپ ڈھاڈر قلات (بلوچستان)

مورخہ .... سنہ ۱۳
ترنگ زئی پشاور

مخدوم القدر زید مجدکم

السلام علیکم ورحمۃ اللہ۔ خیریت جانبین نصیب۔ گرامی نامہ مرقومہ 12/55 کا موصول ہو کر کاشف احوال ہوا۔ قبول دعوت کے سلسلے میں عرض ہے کہ آئندہ جنوری وفروری تک میں بوجہ مرض وضعف کے قابل سفر نہیں۔ اس کے بعد بشرط صحت ان شاء اللہ تعالیٰ شرکت کروں گا۔ مجلس مرکزیہ تحفظ ختم نبوت اشاعت وبقاء دین کے سلسلے میں جو مساعی کر رہی ہے اس سے قلب بے حد مسرور ہوا۔ اللھم زد فزد۔ بارگاہ الٰہی میں دعا ہے کہ نصرت واعانت الٰہی شامل حال ہو اور جادۂ رضاء الٰہی پر استقامت کی توفیق نصیب ہو۔

شمس الحق افغانی
عفا اللہ عنہ
ترنگ زئی

حضرت مولانا غلام غوث ہزارویؒ کا والا نامہ

حضرت مولانا غلام غوث ہزارویؒ کی ذات گرامی محتاج تعارف نہیں۔ حق تعالیٰ نے ایک اچھے انسان‘ مجاہد فی سبیل اللہ وداعی حق کی تمام خوبیاں آپ میں جمع کر دی تھیں۔ وہ اس دھرتی پر آیۃ من آیات اللہ تھے۔ 1957ء میں ریلوے اسٹیشن سمہ سٹہ پر ایک بوگی سے ایک پیٹی اسلحہ سے بھری ہوئی پکڑی گئی۔ یہ مرزا محمود شاطر وعیار قادیانی لاٹ پادری کا دور تھا۔ ان دنوں سردار عبدالرشید مغربی پاکستان کے وزیر اعلیٰ تھے۔ حضرت مولانا غلام غوث ہزارویؒ جمعیت علماء اسلام مغربی پاکستان کے ناظم اعلیٰ تھے۔ آپ نے سردار صاحب کو خط لکھا اور اس کی کاپی مرکزی دفتر مجلس تحفظ ختم نبوت میں حضرت مجاہد ملت مولانا محمد علی جالندھریؒ کو ارسال فرمائی۔ جو پیش خدمت ہے۔ قادیانی گروہ کا ان دنوں حکومتی دوائر میں خاصہ اثر ورسوخ تھا۔ معاملہ گول ہو گیا مگر اکابرین جمعیت علماء اسلام و مجلس تحفظ ختم نبوت کے جوش میں تھاوہ کیا۔

انہیں کاوشوں کا نتیجہ قدرت نے 1974ء میں نصیب فرمایا۔ خط پڑھئے:

مطابق ۱۲ ربیع...... ۷۷ھ

بخدمت اقدس جناب سردار عبدالرشید صاحب وزیر اعلیٰ مغربی پاکستان زید مجدہم

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ آج ۱۲ اکتوبر ۵۷ء کو معلوم ہوا کہ سمہ سٹہ ریلوے جنکشن پر اسلحہ سے بھری ہوئی ایک پیٹی پکڑی گئی ہے جو اتنی بڑی تھی کہ ریل کے ایک ڈبہ میں تنہا وہی سما سکتی تھی۔ امریکہ سے آئی ہے اور مشہور افواہ ہے کہ یہ ربوہ جا رہی تھی۔ پولیس کے قبضہ میں کیس دیدیا گیا ہے مگر خطرہ ہے کہ معاملہ رفع دفع نہ کر دیا جائے۔ سنا گیا کہ ایک عیسائی اور [illegible] دیسی آدمی موقعہ پر جیپ پر پہنچ چکے تھے۔ بہر حال یقینی طور پر قبل از تحقیق تو کیا کہا جا سکتا ہے۔ مگر معاملہ اہم ہے۔ کہ جناب کی ذاتی توجہ اور دلچسپی کی ضرورت ہے۔ یوں بھی مرزائیت ہی کا فرض ہے کہ وہ ملک کے اندر [illegible] تخریبی جراثیم کو پرورش کرتی رہے۔ امید کہ جناب [illegible] جلد از جلد تفتیش فرما کر اہل ملک کو مشکور فرمائیں گے۔ فقط غلام غوث ناظم اعلیٰ جمعیت علماء مغربی پاکستان از ملتان

جماعتی سرگرمیاں

ادارہ

ختم نبوت سرگودھا کے اہم اجلاس کا انعقاد

ختم نبوت کمپیوٹر سنٹر کے طلباء کرام کا ایک اہم اجتماع ختم نبوت اکیڈمی لکٹر منڈی میں منعقد ہوا۔ جس کی صدارت مولانا محمد اکرم طوفانی پرنسپل اکیڈمی نے کی۔ پروفیسر محمد اویس نے کمپیوٹر کلاس کے طلباء کو تلقین کی کہ وہ اپنے کام کی لگن کے ساتھ تحفظ عقیدہ ختم نبوت کی طرف بھی دھیان دیں۔ مولانا محمد اکرم طوفانی نے خطاب کرتے ہوئے اسٹوڈنٹ کو متنبہ کیا کہ وہ اپنے دلوں میں اپنی محبت کا آئیڈیل جناب محمد رسول اللہ ﷺ کو بنائیں۔ آخر میں تمام طلباء نے وعدہ کیا کہ ہم اپنے محلہ میں قادیانیوں کی سرگرمیوں پر نگاہ رکھیں گے اور لٹریچر تقسیم کر کے قادیانیوں کے مکروہ عزائم اور عقائد کفریہ سے لوگوں کو آگاہ کریں گے۔ یاد رہے کہ نوجوانوں کا یہ اجتماع ہر بدھ کو بعد نماز عصر تا مغرب منعقد ہوتا ہے۔ جس میں کمپیوٹر سیکھنے والے طلباء کے علاوہ ان کے دوست احباب بھی شرکت کرتے ہیں۔ اس وقت چار کمپیوٹروں پر مشتمل ختم نبوت فری کمپیوٹر سنٹر کو چلایا جارہا ہے۔

ختم نبوت لاء فورم کا قیام مستحسن اقدام

پاکستان کی تاریخ میں پہلی بار ختم نبوت لاء فورم قائم کر دیا گیا۔ سرگودھا کے 35 وکلاء نے قدم اٹھا کر تاریخ کا دھارا بدل دیا ہے۔ جس کا دنیا بھر کے مسلمان خیر مقدم کریں گے اور انشاء اللہ سرگودھا کے وکلاء کا یہ انقلابی قدم دیگر شہروں میں وکلاء کو اس طرح قدم اٹھانے پر دعوت کا کام دے گا۔ ختم نبوت لاء فورم کے پہلے صدر عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مشہور مشیر شیخ جہانگیر سرور ایڈووکیٹ مقرر ہوئے ہیں اور ان کی عظیم جدوجہد رنگ لائی ہے۔ وکلاء نے جس ولولہ اور شوق وذوق سے ختم نبوت لاء فورم کے قیام میں دلچسپی لی ہے وہ قابل تحسین ہے۔ مولانا محمد اکرم طوفانی نے بدر عالم ایڈووکیٹ کو بھی مبارک دیتے ہوئے امید ظاہر کی ہے کہ بدر عالم صاحب اس تحریک کی دیگر ضلعوں میں بھی ممبر سازی کرنے کے لئے سعی کریں گے۔ مولانا محمد اکرم طوفانی نے دیگر ضلعوں اور تحصیلوں کے مسلم وکلاء سے استدعا کی ہے کہ وہ

اپنے اپنے شہروں اور تحصیلوں میں بھی ایسے مستحسن قدم اٹھا کر اپنے لئے آخرت میں سکون اور اطمینان کا سامان فراہم کریں۔

ختم نبوت کانفرنس سکھر سے علماء کرام اور مشائخ عظام کا خطاب

قادیانیوں کی نجات اسی میں ہے کہ وہ جھوٹے مدعی نبوت مرزا غلام احمد قادیانی کا دامن چھوڑ کر حضور اکرم ﷺ کے دامن سے وابستہ ہو جائیں۔ مسلمان کٹ سکتے ہیں لیکن حضور اکرم ﷺ کے عقیدہ ختم نبوت پر آنچ نہیں آنے دیں گے۔ جنرل مشرف یہ بات سن لیں کہ کتنے بھی آئین معطل ہو جائیں قادیانیوں سے متعلق ترامیم کو ختم نہیں کیا جاسکتا۔ کیونکہ اس مسئلہ کے حل کرنے میں مسلمانوں کی عظیم قربانیاں ہیں۔ امتناع قادیانیت آرڈیننس کے تحت قادیانیوں کی عبادت گاہوں کی مساجد جیسی شکلیں تبدیل کی جائیں اور انہیں کلیدی عہدوں سے برطرف کیا جائے۔ بصورت دیگر مسلمان مجبور ہوں گے کہ ان مسائل کو خود حل کریں۔ ان خیالات کا اظہار مولانا محمد یوسف لدھیانوی' مولانا تنویر الحق تھانوی' ڈاکٹر خالد سومرو' مولانا عبدالقادر پنہور' مولانا محمد مراد ہالیجوی' مولانا اسعد تھانوی' مولانا عبدالعزیز' مولانا سراج احمد امروٹی' مولانا محمد عالم' مولانا عبدالحمید لنڈ' مولانا اللہ وسایا' مفتی محمد جمیل خان' مولانا بشیر احمد' قاری خلیل احمد' مولانا عبدالرحمن' مولانا جمیل احمد نے ختم نبوت کانفرنس سکھر سے خطاب کرتے ہوئے کیا۔ علماء کرام نے کہا کہ قادیانی اگر یہ سمجھتے ہیں کہ آئین کے معطل ہونے کی صورت میں وہ من مانی کر کے پاکستان کی اسلامی حیثیت کو تبدیل کر دیں گے تو یہ ان کی بھول ہے۔ اس ملک میں اسلام کے علاوہ کسی نظام کو قبول نہیں کیا جائے گا۔ جنرل مشرف اور حکومت کی عافیت اسی میں ہے کہ وہ ملک کی اسلامی حیثیت کو ختم کرنے کی کوشش نہ کریں۔ قادیانیوں پر بھی واضح ہو کہ مسلمان آئین کی وجہ سے قادیانیوں کو غیر مسلم اقلیت نہیں سمجھتے بلکہ عقیدہ کی بنیاد پر اس شخص کو دائرہ اسلام سے خارج سمجھتے ہیں جو کسی بھی انداز میں نبوت کا جھوٹا دعویٰ کرے۔ مسیلمہ کذاب سے لے کر مرزا غلام احمد قادیانی تک اور یوسف علی ملعون سے لے کر گوہر شاہی تک ہر جھوٹا مدعی نبوت مرتد ہے اور مرتد کی سزا قتل ہے۔ اس لئے حکومت فوری طور پر ارتداد کی شرعی سزا نافذ کرے۔ پاکستان کے غدار اور ملت کے غدار کے لئے سزائے موت ہے تو حضور اکرم ﷺ کے دشمن کے لئے سزائے موت کیوں نہیں؟ وزارت قانون کی وضاحت کے ساتھ عبوری آئین میں قادیانیت سے متعلق ترامیم اسلامی دفعات کو شامل کیا جانا قوم کا مطالبہ ہے اور حکومت کو فوری

طور پر اس مطالبہ کو پورا کرنا چاہئے۔ جلسے کے آخر میں درج ذیل قرار دادیں منظور کی گئیں:

قرار دادیں

❁...... عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے تحت منعقدہ ختم نبوت کانفرنس کے تمام شرکاء وزارت قانون کی جانب سے جاری کردہ وضاحت کہ آئین معطل ہونے کے باوجود قادیانیت سے متعلق ترامیم حسب سابق باقی ہیں اور قادیانی اور اپنے آپ کو احمدی کہنے والے لاہوری غیر مسلم ہیں کو تحسین کی نگاہ سے دیکھتے ہوئے چیف ایگزیکٹو پاکستان سے مطالبہ کرتے ہیں کہ وہ بذات خود اس کا اعلان کریں اور مسلمانوں کا اضطراب دور کرنے کے لئے عبوری آئین میں قادیانیت سے متعلق ترامیم شامل کریں۔

❁...... یہ اجتماع حکومت سے مطالبہ کرتا ہے کہ ملک کے اندر قادیانیوں کو امتناع قادیانیت آرڈیننس کا پابند بنایا جائے اور مساجد کی شکل میں بنائی جانے والی قادیانی عبادت گاہوں کی شکلیں تبدیل کرنے کا حکم جاری کیا جائے۔ لاہور کی قادیانی عبادت گاہ میں مینارے کی تعمیر روکی جائے اور پنڈی کی قادیانی عبادت گاہ کو مری روڈ توسیعی منصوبے میں شامل کر کے پروگرام کے مطابق منہدم کیا جائے۔

❁...... ختم نبوت کانفرنس کا یہ اجتماع مطالبہ کرتا ہے کہ کلیدی آسامیوں خاص کر احتساب بیورو' پی آئی اے' سی آئی اے' اور حساس اداروں سے قادیانیوں کو برطرف کیا جائے اور اقلیتی کوٹے کے مطابق قادیانیوں کا غیر اہم عہدوں پر تقرر کیا جائے۔

❁...... ختم نبوت کانفرنس کا یہ اجتماع آئین کی اسلامی دفعات کے تحفظ کا مطالبہ کرتا ہے کہ فوری طور پر جمعہ کی تعطیل بحال کی جائے اور عدالتی فیصلے کے مطابق ملک میں بلا سودی بینکاری کا نظام رائج کیا جائے اور ارتداد کی شرعی سزا نافذ کی جائے۔

مولانا اللہ وسایا کا دورہ ضلع میرپور خاص' کنری' حیدر آباد

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مرکزی رہنما حضرت مولانا اللہ وسایا صاحب نے ۵ مارچ تا ۹ مارچ ضلع میرپور خاص' کنری' حیدر آباد کا دورہ کیا جس میں مختلف ختم نبوت کانفرنسوں سے خطاب کیا۔ یہ پروگرام عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت سندھ کے مبلغ مولانا محمد علی صدیقی نے ترتیب دیئے تھے۔ پہلا پروگرام ۵ مارچ کو جامع مسجد مدنی جھڈو میں بعد نماز عشا ختم نبوت کانفرنس کے نام سے ہوا۔ کانفرنس کی

صدارت حافظ عبدالعزیز نے کی جس میں مولانا اللہ وسایا' مولانا علامہ احمد میاں حمادی' مولانا محمد علی صدیقی' مولانا نذر عثمانی نے خطاب کیا۔ کانفرنس کا اہتمام جناب حافظ محمد شریف صاحب اور جناب منور احمد صاحب راجپوت نے کیا تھا۔ دوسرا پروگرام ۶ مارچ بعد نماز ظہر مکہ مسجد ٹنڈو جان محمد میں ہوا جس سے مولانا اللہ وسایا اور مولانا محمد علی صدیقی نے خطاب کیا۔ پروگرام کا اہتمام جناب صوفی نصیر احمد' شیخ محمد یاسین' پروفیسر محمد جاوید صاحب نے کیا تھا۔ تیسرا پروگرام ۶ مارچ بعد نماز عشا ختم نبوت کانفرنس کی شکل میں فضل بھمبرو میں ہوا۔ کانفرنس کی صدارت جمعیت علماء اسلام ضلع میر پور خاص کے امیر مولانا عبدالحفیظ سیال نے کی۔ کانفرنس سے مولانا اللہ وسایا' مولانا علامہ احمد میاں حمادی' مولانا محمد علی صدیقی' مولانا نذر عثمانی نے خطاب کیا۔ کانفرنس کا اہتمام مولانا محمد ایوب صاحب مدرسہ ختم نبوت فضل بھمبرو' مولانا حسین احمد مدنی اور مولانا حسن احمد نے کیا تھا۔ چوتھا پروگرام بعد نماز ظہر جامع مسجد بخاری کنری میں ہوا جس سے مولانا اللہ وسایا نے خطاب کیا۔ پانچواں پروگرام ختم نبوت کانفرنس کی شکل میں کوٹ غلام محمد (جیمس آباد) کی جامع مسجد محمدی میں ہوا۔ کانفرنس کی صدارت مولانا محمد احمد نے کی۔ کانفرنس سے مولانا اللہ وسایا' مولانا محمد علی صدیقی' مولانا نذر عثمانی' مولانا محمد منشاء نے خطاب کیا۔ کانفرنس کا اہتمام مولانا محمد احمد' حافظ عبدالعزیز' ماسٹر محمد اسلم' محمد شفیع آزاد نے کیا۔ چھٹا پروگرام عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت میر پور خاص حمید پورہ کالونی نمبر ۲ مسجد بسم اللہ میں ہوا۔ کانفرنس کی صدارت فاضل دیوبند مولانا شمس الدین صاحب نے کی۔ کانفرنس سے خطاب مولانا اللہ وسایا' مولانا احمد میاں حمادی' مولانا نذر عثمانی' مولانا محمد علی صدیقی نے کیا۔ کانفرنس کا اہتمام مولانا شبیر احمد کرنالوی' مولانا مفتی عبیداللہ انور' مولانا محمد حنیف' مولانا عبداللہ' حافظ محمد یامین' مولانا منیر احمد کرنالوی' مولانا حفیظ الرحمٰن' مولانا فیض اللہ نے کیا تھا۔ ساتواں پروگرام مدرسہ مفتاح العلوم سائٹ ایریا حیدر آباد میں کنونشن کی شکل میں ہوا جس سے مولانا اللہ وسایا کا بیان ہوا۔ پروگرام کی صدارت حضرت مولانا مفتی شمس الدین صاحب نے کی اور نگرانی مولانا محمد نذر عثمانی' مولانا عبدالسلام' مولانا سیف الرحمٰن نے کی۔

ان تمام پرگراموں میں عقیدہ ختم نبوت کے تحفظ' حیات ونزول عیسیٰ علیہ السلام' سیرت النبی' کذبات مرزا غلام احمد قادیانی' قادیانیوں کا دجل وفریب سے عوام الناس کو آگاہ کیا۔ نیز حکومت سے مطالبہ کیا گیا کہ حکومت فوری طور پر اسلامی دفعات کو تحفظ دے اور قادیانیوں کی سرگرمیوں کا سختی سے نوٹس لے اور علاقہ سندھ کے ضلع میر پور خاص میں جو قادیانی اسٹیٹس ہیں ان میں قادیانیوں نے اپنی عبادت گاہیں

مسجد کی طرز پر بنائی ہوئی ہیں اور ان میں کلمہ طیبہ آویزاں ہے۔ ان کو محفوظ کیا جائے۔

پنوں عاقل میں تعزیتی کانفرنس کا انعقاد

حضرت مولانا جمال اللہ الحسینیؒ کی تحفظ ختم نبوت کے حوالے سے عظیم خدمات کو خراج تحسین پیش کرنے کے لئے ایک عظیم الشان تعزیتی کانفرنس منعقد کی گئی۔ جس میں عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مرکزی نائب امیر حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی' مرکزی ناظم اعلیٰ حضرت مولانا عزیز الرحمٰن جالندھری' مرکزی ناظم تبلیغ مولانا بشیر احمد' مرکزی مبلغ مولانا نذیر احمد تونسوی اور دیگر علماء کرام نے شرکت فرمائی اور خطاب کیا۔ کانفرنس سے خطاب کرتے ہوئے حضرت مولانا عزیز الرحمٰن جالندھری نے کہا کہ قادیانی رفاہی کاموں کی آڑ میں مسلمانوں کو مرتد بنا رہے ہیں۔ جس کا سدباب کرنا ہم سب کا فرض ہے۔ مولانا عزیز الرحمٰن جالندھری نے اپنے مخصوص انداز میں قادیانیت اور یہودیت کے گٹھ جوڑ سے امت مسلمہ کو ہونے والے خسارہ کو ناقابل تلافی قرار دیتے ہوئے یہودیوں اور قادیانیوں کا مقابلہ کرنے پر زور دیا اور فرمایا کہ اگر ہم نے قادیانیت کا مقابلہ کر کے تحفظ ختم نبوت کے فریضہ کو حسن وخوبی انجام نہ دیا تو بروز قیامت بارگاہ خداوندی میں مجرموں کی حیثیت سے پیش ہوں گے۔ دوسری نشست کا آغاز بعد از نماز عشا حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی مدظلہ کے خطاب سے ہوا۔ مسلمانوں کا انبوہ کثیر حضرت کے بیان سے محظوظ ہوا۔ رات گئے حضرت کی دعائے خیر سے کانفرنس بحسن وخوبی اختتام پذیر ہوئی۔

قائدین ختم نبوت پشاور کے وفد کا مردان کا تفصیلی دورہ

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے ایک وفد نے مردان شہر کا تبلیغی دورہ کیا۔ وفد کی قیادت مجلس پشاور کے امیر مولانا مفتی شہاب الدین پوپلزئی نے کی۔ جامع مسجد بجث گنج' جامع مسجد پلازہ' جامع مسجد ڈپٹی فرمان علی' جامع مسجد صحابہؓ' جامع مسجد مندوری' جامع مسجد مسلم کالونی کے اجتماعات سے مفتی پوپلزئی' مولانا نورالحق نور' مولانا حاجی وارث خان نے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ 12 اکتوبر کی حکومتی تبدیلی اور آئین کی معطلی کے اعلان کے بعد مختلف مقامات سے پاکستان کی ایک غیر مسلم اقلیت قادیانیوں کی ارتدادی سرگرمیوں میں تیزی آنے کی اطلاعات آرہی ہیں اور اس سلسلے میں قادیانی لٹریچر کی تقسیم اور قادیانیت کے پرچار کے متعلق بھی شواہد موصول ہوئے ہیں۔ اطلاعات کے مطابق علماء کرام نے حکومت سے پرزور الفاظ میں مطالبہ کیا کہ قادیانی غیر مسلم اقلیت کی سرگرمیوں کو روکے اور قادیانیوں کو لگام دے ہم حکومت

اور قادیانیوں پر واضح کر دینا چاہتے ہیں کہ ناموس رسالت اور عقیدہ ختم نبوت کا تحفظ آئین اور قانون کا پابند یا محتاج نہیں یہ مسئلہ اہل اسلام کے ایمان کا بنیادی اور اہم مسئلہ ہے۔ ہماری تاریخ گواہ ہے کہ اس مسئلہ کی حفاظت ہم اپنی جانوں کا نذرانہ بھی پیش کر کے کر سکتے ہیں۔ وفد نے مسلمانوں سے اپیل کی گئی ہے کہ وہ قادیانیوں کی ارتدادی سرگرمیوں پر کڑی نظر رکھیں۔ مقامی انتظامیہ اور عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کو اس سلسلے میں مطلع کریں۔ مجلس کی طرف سے بہت بڑی تعداد میں لٹریچر مفت تقسیم کیا گیا۔

مولانا اللہ وسایا کا اوکاڑہ و قصور کا تبلیغی دورہ

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے زیر اہتمام قصور شہر میں بار روم وکلاء ایسوسی ایشن سے شاہین ختم نبوت حضرت مولانا اللہ وسایا صاحب کا خطاب ہوا۔ خطاب کے بعد وکلاء کے سوالوں کے جوابات نہایت عمدہ طریقے سے دیئے۔ بعد میں وکلاء قصور کے صدر چوہدری محمد یونس کیانی ایڈووکیٹ' چوہدری محمد اسحٰق' چوہدری فضل حسین صاحب' قاری محمد یحیٰی شاہ ہمدانی' جناب میاں معصوم انصاری' اللہ دتہ مجاہد کے علاوہ کثیر تعداد نے شرکت کی۔ رات کو عشاء کی نماز کے بعد اڈہ نور پور نہر میں ختم نبوت کانفرنس چوہدری محمد اشرف قادری کے زیر صدارت منعقد ہوئی۔ کانفرنس کا آغاز قاری مشتاق احمد رحیمی کی تلاوت کلام پاک سے ہوا۔ کانفرنس سے مولانا اللہ وسایا اور اہل حدیث مسلک کے مولانا منظور احمد نے خطاب کیا۔ آخر میں مولانا عبدالرزاق شجاع آبادی مبلغ ختم نبوت قصور نے شرکاء اجلاس کا شکریہ ادا کیا۔ شرکاء کانفرنس میں لٹریچر بھی تقسیم کیا گیا۔ دوسرے دن ضلع اوکاڑہ کے وکیل ختم نبوت چوہدری غلام عباس تمنا ایڈووکیٹ کی والدہ مرحومہ کے لئے قرآن خوانی کا وعدہ کیا اور دعا کی کہ اللہ رب العزت انہیں جوار رحمت میں جگہ نصیب فرمائے۔ حافظ محمد شبان صاحب و دیگر رفقاء سے ملاقات کی۔ حویلی لکھاں جامع مسجد میں خطبہ جمعۃ المبارک سے خطاب کیا۔ نماز جمعہ کے بعد سوال و جواب کی نشست ہوئی بعد ازاں مدرسۃ البنات کوٹ کرامت اللہ میں طالبات سے خطاب اور دعا کی۔

جمعیت علماء اسلام مانسہرہ کے اعزاز میں استقبالیہ

جمعیت علماء اسلام کے نو منتخب عہدیداران امیر جناب مولانا قاری ہدایت اللہ شاہ صاحب' نائب امیر حضرت مولانا قاری افضل صاحب اور ناظم اعلیٰ جناب حضرت مولانا مفتی کفایت اللہ صاحب کے اعزاز میں ختم نبوت یوتھ فورس ضلع مانسہرہ نے مرکزی جامع مسجد مانسہرہ میں ایک استقبالیہ کا اہتمام کیا۔

جس میں ضلع بھر کے علماء کرام نے شرکت کی۔ پروگرام کا آغاز تلاوت کلام پاک سے ہوا بعد ازاں جناب ظہور عثمانی صاحب نے اپنے معزز مہمانوں کی خدمت میں خطبہ استقبالیہ پیش کیا۔ جناب ظہور احمد عثمانی صاحب کے خطبہ کے بعد جمعیت علماء اسلام کے نائب امیر جناب حضرت مولانا قاری افضل صاحب نے تحفظ ختم نبوت کی پوری تاریخ بیان کی اور تحریک ختم نبوت میں علماء کرام کی قربانیوں پر روشنی ڈالی۔ اس کے بعد مولانا مفتی کفایت اللہ صاحب ناظم اعلیٰ جمعیت علماء اسلام مانسہرہ نے فرمایا کہ علماء کی انتھک محنت اور جدوجہد سے قادیانی فتنہ تقریباً ختم ہو چکا ہے اور انشاء اللہ ایک وقت ایسا آئے گا جب پوری دنیا میں ایک بھی قادیانی نہیں رہے گا۔ قادیانیوں کی سرپرستی پوری دنیا میں عیسائی اور یہودی لابی کر رہی ہے۔

جمعیت علماء اسلام کے مرکزی نائب امیر حضرت مولانا غلام نبی شاہ صاحب نے اپنی تقریر میں فرمایا کہ فتنہ قادیانیت کے لئے ہم نے اپنی زندگی وقف کر دی ہے اور تحفظ ختم نبوت کا کام ہم عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کی سرپرستی میں کر رہے ہیں اور ہماری نظر میں ہر وقت مجلس کے مرکزی پر لگی رہتی ہیں کہ وہاں سے کیا حکم آتا ہے۔ آخر میں جمعیت علماء اسلام مانسہرہ کے امیر حضرت مولانا قاری ہدایت اللہ شاہ صاحب نے تقریر کرتے ہوئے فرمایا کہ ہم مجلس تحفظ ختم نبوت کے شکر گزار ہیں کہ انہوں نے ہماری حوصلہ افزائی فرمائی اور میں تمام حضرات سے گزارش کرتا ہوں کہ آپ ہمارے لئے دعا فرمائیں کہ جس طرح مولانا قاری فضل ربی صاحبؒ نے اخلاص' تقویٰ اور انتھک محنت کے ساتھ تحفظ ختم نبوت کا کام کیا ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں بھی اسی طرح اخلاص کے ساتھ تحفظ ختم نبوت کے کام کے لئے قبول فرمائے۔ تقریب کے آخر میں علماء کرام کو مجلس تحفظ ختم نبوت یوتھ فورس کی طرف سے حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی مدظلہ کی تصنیف "تحفہ قادیانیت" کے مکمل سیٹ پیش کئے گئے۔

مولانا مفتی محمد خالد میر کا دورہ آزاد کشمیر

آزاد کشمیر کے مبلغ مولانا مفتی محمد خالد میر نے آزاد کشمیر کا تبلیغی دورہ کیا۔ کوٹلی میں قرآن مجید کے درس' جمعہ کے اجتماع سے خطاب کیا اور لٹریچر تقسیم کیا۔ ڈسٹرکٹ ہسپتال میں ڈاکٹر شاہ محمد جاوید نے ڈسٹرکٹ ہسپتال میں قادیانیت کی تبلیغ شروع کر رکھی ہے۔ مولانا مفتی خالد میر جمیل مغل اور دوسرے حضرات کی کوششوں سے ماسٹر عبدالجبار اور اس کی اہلیہ نصرت جہاں نے سب جج کوٹلی کے سامنے قادیانیت سے برات اور بیزاری کا اعلان کیا اور مرزا غلام احمد قادیانی کو کافر مرتد اور لعنتی لکھ کر دیا۔ ان کے

علاوہ اعجاز احمد ولد عبدالرشید گارڈ شاہی محلّہ کوٹلی نے مولانا مفتی محمد خالد میر' قاری ساجد الرحمٰن' مولانا محمد کبیر اور قاری زبیر احمد صاحب کے روبرو قادیانیت سے برات اور بیزاری کا اعلان کیا۔ آزادی کے بیس کیمپ سے جہاد کے منکرین قادیانیوں کی سرگرمیوں پر گہری نظر رکھی جائے۔ حکومت اپنی ذمہ داری پوری کرے اور ان قادیانیوں کو گرفتار کرے۔

چیچہ وطنی میں قادیانی غنڈہ گردی کے خلاف اہل اسلام کی فتح

9 مارچ کو عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مولانا عبدالحکیم صاحب نے 6/11L کا تبلیغی دورہ کیا اور مسلمانوں میں لٹریچر تقسیم کر رہے تھے کہ کاشف 'لقمان' فیاض اور لطیف ان قادیانیوں نے متعدد دوسرے ہمرائیوں کے ساتھ مولانا عبدالحکیم کو گالیاں دیں' کپڑے پھاڑے اور ختم نبوت پر مبنی لٹریچر چھین کر اس کی بے حرمتی کی۔ قادیانیوں کی اس غنڈہ گردی' اشتعال انگیزی اور دہشت گردی کے خلاف تھانہ میں ایف آئی آر درج کرانے کی درخواست دی گئی تو تھانہ ہڑپہ کے ایس ایچ او نے قادیانیوں کی وکالت میں ایف آئی آر درج کرنے سے انکار کر دیا۔ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے حاجی محمد ایوب' حافظ حبیب اللہ چیمہ' مجلس احرار اسلام کے الحاج چوہدری عبداللطیف خالد چیمہ' قاری محمد قاسم' جمعیت علماء اسلام کے مولانا عبدالباقی' سپاہ صحابہ کے مفتی محمد عثمان اور دیگر حضرات نے فوری طور پر قادیانیوں کی اس غنڈہ گردی کے خلاف 24 مارچ کو وہاں پر جمعہ کا پروگرام رکھا۔ ضلع بھر سے تمام دینی جماعتوں کے رہنماء وہاں پر تشریف لائے۔ چیچہ وطنی' ہڑپہ اور گردونواح کے وفود اور قافلے وہاں پہنچے۔ لیکن اجتماع شروع ہونے سے 15 منٹ قبل ضلعی حکام نے عبداللطیف خالد چیمہ اور مولانا عبدالباقی کو اطلاع دی کہ مجلس عمل کے تمام مطالبات تسلیم کر لئے گئے ہیں اور ایس پی ساہیوال نے ایس ایچ او تھانہ ہڑپہ کو فوری طور پر ٹرانسفر کر دیا اور اس سے تھوڑی دیر پہلے سرکاری اہلکاروں نے قادیانی عبادت گاہ پر درج اسلامی علامات کو ہٹا دیا۔ خالد چیمہ نے اجتماع کے شرکاء کو صورت حال سے آگاہ کیا۔ جس کے بعد اعلان کیا گیا کہ اجتماعی احتجاج اظہار تشکر میں تبدیل کیا جاتا ہے۔ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مرکزی رہنما مولانا اللہ وسایا' جمعیت اہل حدیث کے رہنما مولانا عبدالرشید' مجلس احرار اسلام کے رہنما عبداللطیف خالد چیمہ' جمعیت علماء اسلام کے رہنما مولانا عبدالباقی' مجلس تحفظ ختم نبوت کے رہنما مولانا عبدالحکیم' قاری عبدالجبار' جمعیت علماء پاکستان کے ضلعی صدر چوہدری محمد طفیل' علماء کونسل کے قاری منظور احمد' سپاہ صحابہ کے مولانا طالب حسین' مفتی محمد عثمان غنی' لشکر طیبہ کے قاری عبدالرزاق' امجد لودھی' حرکتہ الجہاد الاسلامی کے مولانا

الزام الحق، مسجد صدیق اکبر کے خطیب مولانا احمد ہاشمی، مرکزی مسجد عثمانیہ کے خطیب مولانا منظور احمد، امان اللہ چیمہ اور دیگر مقررین نے خطاب کیا۔

ختم نبوت کنونشن خانیوال

قادیانی خانیوال شہر میں کچھ متحرک ہوئے تو ان کے احتساب کے لئے فوری طور پر خانقاہ مالکیہ صدیقیہ کے سجادہ نشین مولانا خواجہ عبدالمالک صدیقی، جامع مسجد غلہ منڈی کے حضرت مولانا عبدالکریم نیاز، لوکوشیڈ جامع مسجد کے خطیب حضرت مولانا محمد عباس، حضرت مولانا عطاء المنعم صاحب نے اپنے اپنے خطبات جمعہ میں قادیانی سرگرمیوں کا نوٹس لیا۔ چنانچہ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کی طرف سے فوری طور پر 26 مارچ بروز اتوار بعد از نماز عشا خانیوال جامع مسجد صدیقیہ ایک مینار والی میں ختم نبوت کنونشن کا اہتمام کیا گیا۔ مولانا خدا بخش شجاع آبادی، مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی، مولانا عبدالحکیم نعمانی نے خانیوال میں خطبات جمعہ اور مختلف مساجد میں بیانات کے ذریعے لوگوں کو ختم نبوت کے مسئلہ سے روشناس کرایا۔ چنانچہ 26 مارچ بعد از عشاء جامع مسجد صدیقیہ میں بھرپور اجتماع منعقد ہوا۔ ختم نبوت کنونشن کی حضرت مولانا خواجہ عبدالمالک صاحب نے صدارت فرمائی۔ حافظ عطاء المنعم صاحب نے سٹیج سیکرٹری کے فرائض سرانجام دیئے۔ تلاوت و نظم کے بعد مولانا عبدالحکیم نعمانی، مولانا خدا بخش، مولانا محمد اسماعیل، مولانا اللہ وسایا کے بیانات ہوئے۔ آخر میں سوال و جواب کی نشست ہوئی۔ شرکاء میں ختم نبوت کا لٹریچر تقسیم کیا گیا۔ پونے ایک بجے شب خواجہ صاحب کی دعا پر اجتماع اختتام پذیر ہوا۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

قرآن کی بے حرمتی و توہین رسالت

گوہر شاہی کو 3 بار عمر قید ڈیڑھ لاکھ روپے جرمانہ

امیر ختم نبوت علامہ احمد میاں حمادی نے انجمن سرفروشان اسلام کے سربراہ کیخلاف 2 مئی 99ء کو کھڈا آدم پولیس سٹیشن میں مقدمہ درج کرایا،

پی پی سی دفعہ 275 A کے تحت دس سال قید، 5 ہزار جرمانہ، 295 B کے تحت عمر قید، 275 C کے تحت عمر قید اور جرمانہ ہوا

کھڈا آدم (نامہ نگار خبریں) انسداد دہشت گردی کی خصوصی عدالت نے انجمن سرفروشان اسلام کے سربراہ گوہر شاہی کو توہین رسالت اور قرآن مجید کی بے حرمتی پر مختلف مقدمات میں 3 بار عمر قید اور مجموعی طور پر ڈیڑھ لاکھ روپے جرمانہ کی سزا سنائی ہے۔ تفصیل کے مطابق امیر ختم نبوت علامہ احمد میاں حمادی نے کھڈا آدم پولیس سٹیشن میں 2 مئی 1999ء کو ریاض احمد گوہر شاہی کے خلاف توہین رسالت کا مقدمہ درج کرایا تھا۔ پولیس نے اس مقدمہ کا چالان خصوصی عدالت میرپور خاص میں 12 جولائی 1999ء کو ملزم کی غیر موجودگی میں پیش کیا تھا۔ خصوصی عدالت کے جج عبدالغفور میمن نے گوہر شاہی کو مسلمانوں کے جذبات مجروح کرنے پر اے پی سی دفعہ 275 اے کے تحت دس سال قید، 5 ہزار جرمانے اور عدم ادائیگی پر مزید 6 ماہ کی سزا سنائی ہے جبکہ دفعہ 295 بی قرآن پاک کی بے حرمتی کے الزام میں عمر قید، 50 ہزار روپے جرمانہ کی سزا دی۔ جرمانہ ادا نہ کرنے پر مزید ایک سال سزا ہوگی، اس طرح توہین رسالت کا ارتکاب کرنے پر دفعہ 295 سی کے تحت 50 ہزار روپے جرمانہ اور عمر قید کی سزا دی۔ جرمانہ کی عدم ادائیگی پر مزید ایک سال سزا ہوگی جبکہ 7ATA،8ATA کے تحت عمر قید اور 50 ہزار روپے جرمانے کی سزا دی گئی۔ جرمانہ نہ دینے کی صورت میں مزید ایک سال سزا کاٹنا ہوگی۔ اس طرح 8،9ATA کے تحت سات سال قید اور 15 ہزار روپے کی سزا سنائی گئی۔ جرمانہ ادا نہ کرنے پر 8 ماہ قید ہوگی۔

روزنامہ "خبریں" ملتان (6) 13 مارچ 2000ء

تبصرہ کتب

تبصرہ کے لئے دو کتابوں کا آنا ضروری ہے! ادارہ

نام کتاب : آزادی کی انقلابی تحریک۔(فوجی بھرتی بائیکاٹ)

ترتیب و تالیف : جناب محمد عمر فاروق

صفحات : 280 قیمت درج نہیں

ناشر و ملنے کا پتہ : بخاری اکیڈمی دار بنی ہاشم مہربان کالونی ملتان

جناب محمد عمر فاروق صاحب مؤلف ہذا نوجوان قلمکار ہیں۔ آپ جس موضوع پر قلم اٹھاتے ہیں۔ اس کا حق ادا کر دیتے ہیں۔ آزادی ہند کی انقلابی تحریک فوجی بھرتی بائیکاٹ کے پیش نظر سے لے کر پس منظر و تہہ منظر تک کی پوری کہانی اس شرح وبسط سے کتاب میں اس منفرد انداز سے لکھ دی ہے کہ اس پر ان کو جتنا خراج تحسین پیش کیا جائے کم ہے۔ مجلس احرار اسلام کل ہند نے اس تحریک میں جو گرانقدر خدمات سرانجام دیں حق پسند مؤرخ کا قلم ان کو نظر انداز نہیں کر سکتا۔ مصنف و مؤلف کتاب ہذا نے اکابرین احرار کی سنہری خدمات کو اجاگر کر کے آنیوالی نسل کے لئے نشان منزل کا تعین کر دیا ہے۔ تحریک آزادی کے عنوان سے دلچسپی رکھنے والے ہر شخص کے لئے یہ کتاب انمول تحفہ ہے۔ کتابت وطباعت' جلد بندی و ٹائیٹل ہر اعتبار سے پرکشش ہے۔ امید ہے کہ شائقین اسے پڑھ کر اپنے قلب کو معطر کریں گے۔

نام کتاب : غیر مقلدین کے لئے لمحہ فکریہ!

مصنف : مولانا محمد ابوبکر غازی پوری

صفحات : 170

قیمت : 45روپے صرف

ناشر : مجلس خدام احناف لاہور

ملنے کا پتہ : مکتبہ قاسمیہ الفضل مارکیٹ اردو بازار لاہور

انڈیا (ہندوستان) کے معروف عالم دین اور صاحب طرز ادیب حضرت مولانا محمد ابوبکر غازی پوری دینی حلقوں میں ایک ممتاز مقام رکھتے ہیں۔ غیر مقلدین حضرات کے متعلق آپ کی پہلے بھی چار

کتب شائع ہو کر شائقین سے خراج تحسین حاصل کر چکی ہیں۔ یہ پانچویں کتاب ہے جو بالکل سوال و جواب (مناظرانہ) کے طرز پر لکھی گئی ہے۔ اس میں متعدد مباحث آگئے ہیں اور ہر مبحث دلچسپ پیرایہ میں بیان کر کے دلائل براہین سے احقاق حق کیا گیا ہے۔ صحابہ کرامؓ کے بارہ میں غیر مقلدین کے عقیدہ و عمل کی تفصیل' محدثین کے بارہ میں غیر مقلدین کا دور خہ پن' احناف کے خلاف غیر مقلدین کے اعتراضات کے جوابات' حدیث میں حضرت امام ابو حنیفہؒ کا مقام وغیرہ مباحث انتہائی سادگی کے ساتھ اتنے واضح کر دیئے ہیں کہ قارئین جھوم اٹھیں گے۔ انڈیا کے نسخہ کا فوٹو پاکستان میں شائع کیا گیا ہے۔ اتنی ضخیم کتاب کی 45 روپے قیمت محض لاگت ہی ہے۔ لاہور' ملتان' راولپنڈی' فیصل آباد وغیرہ کے اہم کتب خانوں سے حاصل کی جا سکتی ہے۔ معروف غیر مقلد رہنما مولانا عبدالرحمٰن مبارک پوری کی کتاب تحفہ الاحوذی اور ابکار المنن پر اس سے بڑھ کر جاندار محاکمہ اس کتاب کے علاوہ شاید اور کہیں آپ کو اس انداز میں نہ ملے گا۔ بہت ہی شاندار کلام کیا گیا ہے۔

بقیہ خطاب حضرت جالندھریؒ

ملنا بھی نہیں چاہتا اور یہ کہہ کر چل دیئے۔

یہ ہے انگریز کا کارنامہ۔ انگریز کا مقصد ہی لوگوں میں اختلاف اور پھوٹ ڈالنا تھا۔ موجودہ اختلافات سب اسی کی ایجاد ہیں۔ آپ لوگ دیہات اور گاؤں کے رہنے والوں کو اس چیز کا علم نہیں ہے یہ کام بڑے بڑے مراکز میں ہوتا رہا ہے۔ تم میں سے جو جس جماعت سے تعلق رکھتا ہوگا اس کو مخلص اور صادق سمجھتا ہوگا۔ حالانکہ اصلیت یہی ہے کہ یہ سب کچھ انگریز کی پالیسی کار فرما ہے۔ صرف ایک صوبہ سرحد میں ۷ لاکھ روپیہ سالانہ خرچ ہوتا تھا۔ جس کا مصرف بیان نہیں ہوتا تھا بس بجٹ بن جاتا تھا۔ درحقیقت وہ رقم صرف اسی کام (مولویوں کو تنخواہیں دے کر اختلافی تقریریں کرانے اور لوگوں میں پھوٹ ڈالنے پر) خرچ ہوتا تھا۔

امید ہے کہ اب بفضلہ تعالیٰ تم آج کل کے اختلافات پوری طرح سمجھ چکے ہوں گے ان کی شناعت و قباحت تم پر بخوبی واضح ہو چکی ہوگی۔ آخر میں ایک بار پھر کہوں گا کہ تمام تفرقہ بازیوں اور اختلافات کو ختم کر دو۔ فضول ولاحاصل ہنگامہ آرائیوں اور خانہ جنگیوں کو یکقلم ترک کر دو۔ متحد ہو جاؤ اپنے ملک وملت کی حفاظت کے لئے سب ایک پلیٹ فارم پر آجاؤ اور جو کچھ ہو سکے عملاً" کر دکھاؤ۔

وماعلینا الا البلاغ۔

بخدمت جناب سیکرٹری صاحب ہیلتھ آزاد حکومت ریاست جموں و کشمیر انضباطی کارروائی بخلاف تبلیغ قادیانی مذہب منجانب قادیانی ڈاکٹرز متعینہ ڈسٹرکٹ ہیڈ کوارٹر ہسپتال کوٹلی

جناب عالی! ہم کارکنان مجلس تحفظ ختم نبوت ﷺ ضلع کوٹلی جناب والا کی توجہ اس جانب مبذول کرانا اپنا مذہبی فریضہ سمجھتے ہیں کہ ڈسٹرکٹ ہیڈ کوارٹر ہسپتال کوٹلی میں عرصہ دراز سے تین قادیانی ڈاکٹرز تعینات ہیں۔ جنہوں نے اپنے پیشہ کے ساتھ ساتھ اپنے مذہب کی تبلیغ کو بھی جاری رکھا ہوا ہے اور سادہ لوح لوگوں کو اپنے دام تزویر میں پھنسا کر ان کی عاقبت خراب کر رہے ہیں۔ حالانکہ قادیانیت کی تبلیغ کسی بھی انداز میں ایک تعزیری جرم ہے۔ اس وقت ڈسٹرکٹ ہیڈ کوارٹر ہسپتال کوٹلی میں قادیانی ڈاکٹر شاہ محمد جاوید سرجیکل سپیشلسٹ ڈاکٹر منور احمد چائلڈ سپیشلسٹ اور ڈاکٹر جمیل الدین ماہر امراض چشم کے طور پر تعینات ہیں۔ ڈاکٹر شاہ محمد جاوید فرقہ قادیانیہ کا ضلعی صدر ہے جس نے تبلیغ قادیانیت کو اپنا شعار بنا رکھا ہے۔ قادیانی فنڈ سے خرید کی گئی پجارو جیپ اس ڈاکٹر کے زیر استعمال ہے جس پر اتوار کے روز مضافاتی علاقہ جات تتہ پانی' سہرہ' درو شیر خان' گوئی' دھنواں وغیرہ میں دورے کر کے دیہاتی اور غیر تعلیمیافتہ عوام کو اپنے مذہب کی تبلیغ کر کے انہیں راہ راست سے گمراہ کرنے کی کوشش کر رہا ہے۔ ڈاکٹر مذکور نے اپنی زیر نگرانی کام کرنے والی نرس کو گمراہ کر کے مرتد کر دیا ہے۔ نصرت جہاں نرس اور اس کا خاوند عبدالجبار جو محکمہ تعلیم میں ملازم ہے کو بھی مرتد کر دیا ہے۔ چونکہ ڈاکٹر مذکور شعبہ سرجری میں ذمہ دار عہدے پر تعینات ہے جہاں وہ ترغیب اور تزویر سے کام لے کر مجبور و بے بس سادہ لوح مسلمانوں کے ایمانوں کا ستیاناس کر رہا ہے۔ ڈاکٹر مذکور نے اپنے سیاسی اور قبیلائی اثر و رسوخ کو کام میں لاتے ہوئے ایک مسلمان اور قاران کو اینا نیڈ سرجن کا تبادلہ کرا کر اپنے لئے اور اپنے جھوٹے مذہب کی تبلیغ کے لئے میدان کافی حد تک ہموار کر لیا ہے۔

ڈاکٹر شاہ محمد مذکور نے رمضان المبارک کے دوران مسلمان ڈاکٹروں کی افطاری کا اہتمام کیا یہ بات مسلمان ڈاکٹروں کو پسند نہ آئی بالآخر ضلع کوٹلی کے مفتی کو فتویٰ دینا پڑا کہ ڈاکٹر مذکور کی دعوت میں شمولیت جائز نہیں۔ ڈاکٹر مذکور نے اپنے گھر میں ڈش انٹینا لگا رکھا ہے جس کے ذریعے وہ اپنے مذہبی پروہیت کے بیانات نابلد اور فہم دین نہ رکھنے والے افراد کو سنا کر گمراہ کر رہا ہے۔ ڈاکٹر شاہ محمد مذکور کے اس طرز عمل سے ڈسٹرکٹ ہیڈ کوارٹر ہسپتال کوٹلی کا ماتحت عملہ بھی نالاں ہے۔ چنانچہ مورخہ 28 فروری 2000ء کو محمد آصف چیمہ نے تحریری درخواست ایم ایس صاحب سے کی جس پر سو سے زائد افراد کے دستخط ثبت ہیں۔ جس میں انہوں نے مطالبہ کیا ہے کہ ہسپتال کے اندر مرزائیت کی پرچار کا سلسلہ بند کیا جائے جس کی وجہ سے قادیانی پرچار نے ایک مسلمان نرس اور اس کے شوہر کو اپنے دام فریب میں لا کر مرتد کر دیا ہے۔ حالات استدعا ہے کہ ڈاکٹر شاہ محمد جاوید اور اس کے ساتھیوں کو اس مشن سے باز رکھا جائے اور عوام علاقہ کوٹلی کے ساتھ روا رکھے جانے والے اس ظلم سے کہ ایک ہی برادری کے اور باہم رشتہ دار قادیانی ڈاکٹروں کو بیک وقت ایک ہی ہسپتال میں تعینات کر کے غریب اور مجبور مسلمانوں کے ایمانوں پر ڈاکے ڈالنے کی کھلی چھٹی دے دی گئی ہے چونکہ وزارت صحت کے انچارج وزیر وقت کو ایمان سے زیادہ قبیلہ عزیز تھا اس لئے انہیں مسئلہ ختم نبوت کی اہمیت کا احساس نہیں تھا۔ انہوں نے اسے شائد کوئی ایسا سیاسی مسئلہ سمجھ رکھا تھا۔ اب ضروری ہے کہ اس جانب سنجیدگی سے توجہ دی جائے مبادا کہ معاملہ طوالت اختیار کرنے کی صورت میں عوامی خلفشار اور امن عامہ کی خرابی کا باعث بنے۔ قادیانی ڈاکٹروں کو اپنے مذہب کے پرچار سے باز رکھا جائے اور انہیں کسی دیگر ہسپتال میں تعینات کر کے ان کی انسانی خدمات سے فائدہ اٹھایا جائے اور معروضات بالا کی روشنی میں ضروری انضباطی کارروائی بھی روبہ عمل میں لائی جائے۔

منجانب: عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت ضلع کوٹلی آزاد کشمیر

بچوں کا صفحہ

اشتیاق احمد

'مرزائیوں کے بڑوں کے لیے

کورے

مرزا قادیانی نے ایک کتاب نزول المسیح ص ۴ حاشیہ پر یہ دعویٰ کیا ہے:

"پس اس خدا نے مجھے پیدا کر کے ہر ایک گذشتہ نبی سے مجھے تشبیہ دی کہ میرا نام وہی رکھ دیا چنانچہ آدم، ابراہیم، نوح، موسیٰ، داؤد، سلیمان، یوسف یحییٰ، عیسیٰ وغیرہ یہ تمام نام میرے رکھے گئے۔ اس صورت میں گویا تمام انبیاء اسی وقت میں دوبارہ پیدا ہو گئے"۔

ایسی باتیں پڑھ کر عام آدمی بھی ہنس پڑتے ہیں.... ان باتوں کو اگر کوئی سنجیدگی سے لیتا ہے تو ہم اسے عقل سے کورا ہی کہہ سکتے ہیں.... ایسے لوگوں کے لئے اس پیرے میں سوچنے کی کئی باتیں ہیں۔

۱۔ مرزا نے لکھا ہے کہ میرے لیے یہ سب نام رکھے گئے' سوال یہ ہے کہ یہ نام کہاں رکھے گئے' کون سی آسمانی کتاب میں رکھے گئے.... مرزائیوں کے پاس اس بات کا کوئی جواب نہیں ہے۔

۲۔ اگر مرزا کے یہ نام رکھے گئے تو ان میں دو نام ایسے ہیں جن سے منسوب قومیں اس وقت دنیا میں موجود ہیں.... یعنی حضرت موسیٰ علیہ السلام سے منسوب اسرائیلی اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے منسوب عیسائی.... تو پھر کتنے اسرائیلی مرزا پر ایمان لائے.... کتنے عیسائی مرزا پر ایمان لائے.... کیا اللہ تعالیٰ نے صرف مرزا کو بتانے کے لئے مرزا کے یہ نام رکھے تھے (نعوذ باللہ) اگر صرف مرزا کو بتانے کے لئے رکھے گئے تو اس کا کیا فائدہ.... اور اگر اسرائیلیوں اور عیسائیوں کو بتایا گیا تو ان سب کو تو مرزا پر ایمان لے آنا چاہیے تھا.... لیکن ہماری معلومات کے مطابق کسی ایک عیسائی یا کسی ایک اسرائیلی نے بھی مرزا کو نبی نہیں مانا اور نہ کسی ہندو نے مرزا کو نبی مانا.... اس نے اپنا نام ردر گوپال بھی تو لکھا ہے.... اور پھر اس کا تو دعویٰ یہ تھا کہ اسے سب انبیاء پر فضیلت دی گئی.... اگر سب انبیاء پر فضیلت دی گئی تھی تو اس کا اظہار کس طرح ہوا.... کس کس نبی کے امتی نے مرزا کی نبوت کو مانا؟!

غور کا مقام ہے.... سوال کا جواب مکمل طور پر نفی میں ہے۔

اللہ تعالیٰ ان مرزائیوں کو عقل نصیب فرمائے۔ آمین

Monthly *Laulak* Multan Regd. No. M-108

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مرکزی دفتر ملتان میں یک روزہ سالانہ

ختم نبوت کانفرنس

یکم صفر ۱۴۲۱ھ مطابق ۶ مئی ۲۰۰۰ء بروز ہفتہ بعد نماز عشاء

بمقام جامع مسجد ختم نبوت ملتان

زیر سرپرستی

پیر طریقت حضرت مولانا

خواجہ خان محمد صاحب مدظلہ

زیر صدارت

حکیم العصر حضرت مولانا

محمد یوسف لدھیانوی مدظلہ

مہمانان گرامی!

قائد جمعیت حضرت مولانا فضل الرحمٰن

حضرت مولانا سید عبدالمجید ندیم

حضرت مولانا شفیق الرحمٰن درخواستی

حضرت مولانا محمد عبداللہ صاحب بھکر

حضرت صاحبزادہ طارق محمود صاحب

حضرت مولانا عبدالبر محمد قاسم صاحب

حضرت مولانا بشیر احمد صاحب

حضرت مولانا عبدالکریم ندیم صاحب

حضرت مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی

حضرت مولانا اللہ وسایا صاحب

حضرت مولانا ڈاکٹر عبدالرزاق سکندر

حضرت مولانا مفتی نظام الدین شامزئی

حضرت مولانا محمد لقمان علی پوری

حضرت مولانا عبدالغفور حقانی

حضرت مولانا مفتی محمد جمیل خان صاحب

حضرت مولانا خدا بخش شجاع آبادی

حضرت مولانا محمد اشرف صاحب مانکوٹ

حضرت مولانا محمد اکرم طوفانی صاحب

حضرت مولانا احمد بخش شجاع آبادی

حضرت مولانا غلام مصطفیٰ صاحب

اہل اسلام سے جوق در جوق شرکت کی استدعا ہے!

مرکزی ناظم اعلیٰ

الداعی الی الخیر: (حضرت مولانا) عزیز الرحمٰن جالندھری

514122